تلاش

ତଲାଶ୍

ساتویں (7) درجے کے لیے

ସପ୍ତମ ଶ୍ରେଣୀ

محکمۂ اسکول و تعلیم عامّہ

اڈیشا سرکار

ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ
ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

محکمۂ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق و تربیتی ادارہ برائے تعلیم
اڈیشا، بھوبنیشور

ଶିକ୍ଷକ ଶିକ୍ଷା ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ ଏବଂ ରାଜ୍ୟ ଶିକ୍ଷା ଗବେଷଣା ଓ
ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

اڈیشا اسکول ایجوکیشن پروگرام اتھاریٹی، بھوبنیشور

ଓଡ଼ିଶା ବିଦ୍ୟାଳୟ ଶିକ୍ଷା
କାର୍ଯ୍ୟକ୍ରମ ପ୍ରାଧିକରଣ, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ତଲାଶ୍

ସପ୍ତମ ଶ୍ରେଣୀ

ପ୍ରଥମ ସଂସ୍କରଣ: ୨୦୨୬

ସମ୍ପାଦକ ମଣ୍ଡଳୀ

ସୟଦ୍ ଅଲ୍ଲୀ ଅଶରଫ

ସୟଦ୍ ଗୋଲାମ ରବ୍ବାନୀ

ମହମ୍ମଦ ଅଫଜଲ ଫରଓ୍ୱେଜ୍

ସୟଦ୍ ଗୋଲାମ ସମଦାନୀ

ସମୀକ୍ଷକ ମଣ୍ଡଳୀ

ଜିୟାଉଲ୍ଲାଃ

ସୟଦ୍ ଗୋଲାମ ରବ୍ବାନୀ

ସୟଦ୍ ଗୋଲାମ୍ ସମଦାନୀ

ବିଷୟ ବିଶେଷଜ୍ଞ

ମହମ୍ମଦ ହାରୁନ୍ ଆଲମ୍

ମୁଖ୍ୟ ସଂଯୋଜିକା

ଡ. ସବିତା ସାହୁ

ସଂଯୋଜକ

ଦିଲ୍ଲୀପ କୁମାର ସାହୁ

ପ୍ରକାଶକ : ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ,
ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

ମୁଦ୍ରଣ ବର୍ଷ : ୨୦୨୬

ପ୍ରସ୍ତୁତି : ଶିକ୍ଷକ ଶିକ୍ଷା ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ ଏବଂ ରାଜ୍ୟ ଶିକ୍ଷା ଗବେଷଣା ଓ ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ଡିଟିପି ଓ ଡିଜାଇନ୍ : ଓଡ଼ିଶା ରାଜ୍ୟ ପାଠ୍ୟପୁସ୍ତକ ପ୍ରଣୟନ ଓ ପ୍ରକାଶନ ସଂସ୍ଥା, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ମୁଦ୍ରଣ : ପାଠ୍ୟ ପୁସ୍ତକ ଉତ୍ପାଦନ ଓ ବିକ୍ରୟ,
ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

تلاش

ساتویں(7) درجے کے لیے

پہلا ایڈیشن:2026

مجلس ادارت

سید علی اشرف

سید غلام ربانی

سید غلام صمدانی

محمد افضل پرویز

نظر ثانی

ضیاء اللہ

سید غلام ربانی

سید غلام صمدانی

نظر ثالث — محمد ہارون عالم

چیف کوآرڈینیٹر

ڈاکٹر سبیتا ساہو

کوآرڈینیٹر

دلیپ کمار ساہو

ناشر: محکمۂ اسکول وتعلیم عامّہ، اڈیشا سرکار

سنِ اشاعت:2026

ترتیب وتدوین:

محکمۂ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق وتربیتی ادارہ برائے تعلیم، اڈیشا، بھونیشور

اور

ادارہ نشر واشاعت برائے کتب تعلیم وتدریس صوبہ اڈیشا، بھونیشور

طباعت: درسی کتاب چھپائی وفروخت، بھونیشور

کتاب کے بارے میں

اردو زبان ہماری مادری زبان ہے۔ زبان دانی طلبہ کے دوسرے علوم کا دروازہ کھولتی ہے۔ ان کے اندرونی صلاحیتوں اور خوبیوں کی نشوونما کے لیے زبان دانی از حد ضروری ہے۔ یہ کتاب روحانی، ذہنی اور اخلاقی ارتقا کی نشوونما میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس کتاب سے نہ صرف طلباء کے لسانیاتی علم میں اضافہ ہوگا بلکہ ادب دانی، تاریخی، ثقافتی اور روایات کی طرف رغبت بھی بڑھے گی۔ یہ کتاب اخلاقی تعلیمات، کہانی، افسانے، قدرتی مناظر، جان جانور، چرند پرند، کھیل کود، حب الوطن اور تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ جس کا مقصد مقامی اسکولوں میں مادری زبان کے ادب کو فروغ دینا ہے۔ طلبہ کے افکار اور جوش و جذبے کی تقویت کے لیے کتاب کو منقش، رنگین اور دلکش بنایا گیا ہے۔ سلیس زبان میں پڑھنے اور لکھنے کے لیے ہر مضمون کے قواعد کو آسان انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ ان کی تجرباتی ترقی اور خواندگی کی مہارت پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ آموزش کے عمل کو دلچسپ بنانے کے لیے نصابی کتاب میں بہت سی عبارتیں ترتیب دی گئی ہیں۔ طلباء کے ذخیرہ الفاظ کے عمل اور مہارت کو فروغ دینے کے لیے ہر عنوان کے آخر میں مشکل الفاظ کی معنی، شامل کی گئی ہیں۔

بچوں کو افہام و تفہیم کی مہارت حاصل کرنے کے لیے ہر سبق کے لیے متعدد انتخابی سوالات اور حل پیش کیے گیے ہیں۔ فہم و فراست کو فروغ دینے سننے، بولنے، عبارت خوانی اور لکھنے کی مہارتوں کے اظہار میں مدد ملے گی۔ الفاظ، جملے اور پیچیدہ الفاظ کے معنی کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کے لیے ہر عنوان میں متعدد الفاظ دیئے گئے ہیں طلباء ہر آموزشی کام میں کتب خانے، انٹرنیٹ، والدین اور اساتذہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ جس سے طلباء کے علم میں اضافہ ہوگا۔ طلباء مواد سے متعلق اپنے ذخیرۂ الفاظ کو وسعت دے کر اپنی مہارت حاصل کریں گے۔ طلباء کے شعور کو تیز طرّار علمی مہارتوں کی پیائش میں ترقی لانے کے لیے سوالات شامل کیے گیے ہیں۔ یہ عمل اساتذہ، طلباء، اور والدین کے لیے پر لطف ثابت ہوگا۔

اردو ادب کو فروغ دینے کے لیے نصابی کتاب میں ادب کی مختلف اصناف جیسے نثر و نظم، کہانی اور افسانے واقعات و روایات کو شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب کو پڑھ کر طلباء کو ادب، لفظیات، آرائش و زیبائش، جذبات و آہنگ کے بارے میں بھی کارآمد ثابت ہوگی۔ نصابی کتاب میں الفاظ کو عمدہ طریقے سے استعمال کرنے کے فن پر زور دیا گیا ہے۔ قواعد کے علم کو بڑھانے میں خاص طور پر معین و مددگار ہوگی۔ طلباء الفاظ، مرکبات، مترادفات، متضاد، تذکیر و تانیث کے بارے میں خصوصی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ کہاوتیں اور محاورے ہماری زبان کے تحریری ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ جو ماضی میں ہمارے ادبی کلچر میں موجود ہیں۔ وہ طلباء کو سوچ، لسانی علم، تخیل اور الفاظ کی تشکیل کے بارے میں بہترین معلومات حاصل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب ساتویں جماعت کے طلباء کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ یہ طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کے لیے ناگزیر ہے۔ بے شک یہ کتاب اڈیشا میں اردو زبان کے ادب کو مالا مال کر دے گی۔

☆☆☆

بھارت کا آئین
تمہید

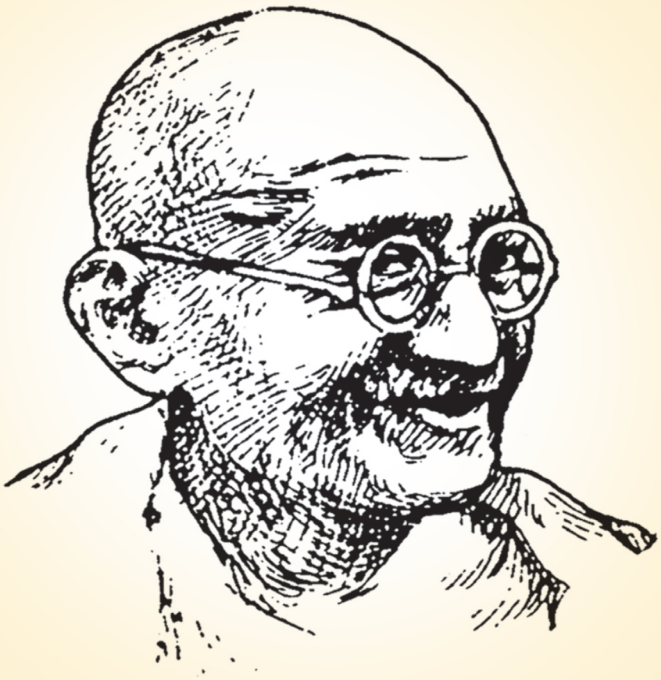
ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک مقتدر سماج وادی، مذہب سے ہٹ کر عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

☆ انصاف:- سماجی، معاشی اور سیاسی

☆ اظہار، آزادیٔ خیال عقیدہ، دین اور عبادت

☆ مساوات با اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کی اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

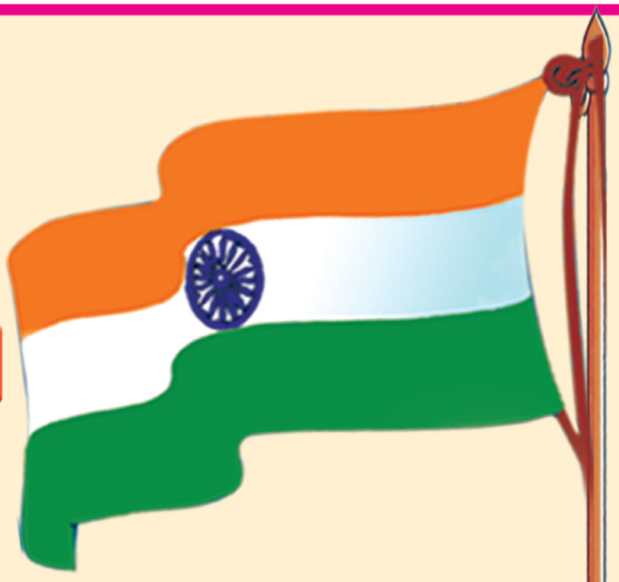
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔



میں یہ سمجھتا ہوں کہ کتابی علم ہی اصل تعلیم نہیں ہے۔ سچا علم تو کردار سازی اور فرض سے آگاہی ہے۔ اُپنیشدوں کی شرح میں لکھا ہے کہ پہلا آشرم یعنی برہم چریہ آشرم، سنیاس آشرم کے برابر ہے۔ اس کا مجھ پر گہرا اثر پڑا ہے۔ تفریح اور دل لگی صرف ایک خاص عمر تک ہی اچھی لگتی ہے۔ بارہ برس کی عمر کے بعد تفریح اور دل لگی کا بہت ہی کم بلکہ نہیں کے برابر ہی موقع مجھے ملا ہے۔

دنیا میں تین باتیں اہم ہیں۔ ان کو حاصل کر کے تم دنیا کے کسی بھی کونے میں جاؤ گے تو اپنا گزارا کر سکو گے۔ اپنی روح کا اپنے آپ کا اور خدا کا سچا عرفان حاصل کرنا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کتابی علم نہیں ملے گا وہ تو ملے گا ہی۔ کتابی علم تو اس لیے ہوتا ہے کہ جو کچھ تمہیں ملا ہے اسے تم دوسروں کو دے سکو۔

mkgandhi



ہمارا قومی گیت

جن گن من ادھی نا یک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل بنگا
وندھ ہما چل یمونا گنگا
اچھل جلدھی ترنگا
تب شبھ نامے جاگے
تب شبھ آشس ماگے
گاہے تب جئے گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جئے ہے جئے ہے جئے ہے
جئے جئے جئے جئے ہے

☆☆☆

ବନ୍ଦେ ଉତ୍କଳ ଜନନୀ

ବନ୍ଦେ ଉତ୍କଳ ଜନନୀ
ଚାରୁହାସମୟୀ ଚାରୁ ଭାଷମୟୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।
ପୂତ-ପୟୋଧି-ବିଧୌତ-ଶରୀରା,
ତାଳତମାଳ-ସୁଶୋଭିତ-ତୀରା,
ଶୁଭ୍ରତଟିନୀକୂଳ-ଶୀକର-ସମୀରା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ଘନ ବନଭୂମି ରାଜିତ ଅଙ୍ଗେ,
ନୀଳ ଭୂଧରମାଳା ସାଜେ ତରଙ୍ଗେ,
କଳ କଳ ମୁଖରିତ ଚାରୁ ବିହଙ୍ଗେ
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ସୁନ୍ଦରଶାଳି-ସୁଶୋଭିତ-କ୍ଷେତ୍ରା,
ଜ୍ଞାନବିଜ୍ଞାନ-ପ୍ରଦର୍ଶିତ-ନେତ୍ରା,
ଯୋଗୀଋଷିଗଣ-ଉଟଜ-ପବିତ୍ରା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ସୁନ୍ଦର ମନ୍ଦିର ମଣ୍ଡିତ-ଦେଶା,
ଚାରୁକଳାବଳି-ଶୋଭିତ-ବେଶା,
ପୁଣ୍ୟ ତୀର୍ଥଚୟ-ପୂର୍ଣ୍ଣ-ପ୍ରଦେଶା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ଉତ୍କଳ ସୁରବର-ଦର୍ପିତ-ଗେହା,
ଅରିକୁଳ-ଶୋଣିତ-ଚର୍ଚ୍ଚିତ-ଦେହା,
ବିଶ୍ୱଭୂମଣ୍ଡଳ-କୃତବର-ସ୍ନେହା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

କବିକୁଳମୌଳି ସୁନନ୍ଦନ-ବନ୍ଦ୍ୟା,
ଭୁବନବିଘୋଷିତ-କୀର୍ତ୍ତିଅନିନ୍ଦ୍ୟା,
ଧନ୍ୟେ, ପୁଣ୍ୟେ, ଚିରଶରଣ୍ୟେ
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

(କାନ୍ତକବି ଲକ୍ଷ୍ମୀକାନ୍ତ ମହାପାତ୍ର)

فہرست

نمبر شمار	مضامین			صفحہ
1	نعت	نظم	فیضیؔ سمبل پوری	1
2	جوکر	مضمون	محمود بالیسری	7
3	رسول اللہ ﷺ کا بچوں پر شفقت	مضمون	ادارہ	20
4	پرندے کی فریاد	نظم	علامہ محمد اقبالؔ	30
5	اردو اڈیا	نظم	عبدالحلیم حلیمؔ	39
6	ہندوستان کا پہلا خلاباز	مضمون	ڈاکٹر شیخ مبین اللہ	47
7	نیتاجی سبھاس چندر بوس	مضمون	ادارہ	56
8	جدید ٹیکنالوجی	مضمون	این۔سی۔ای۔آر۔ٹی	69
9	پھول کی فریاد	نظم	شوق قدوائی	80
10	شہر کٹک	مضمون	ڈاکٹر حفیظ اللہ نیول پوری	88
11	ابو بن ادھم	نظم	امجدؔ نجمی	102
12	بریگیڈیر محمد عثمان	مضمون	این۔سی۔ای۔آر۔ٹی	110
13	کھیل کود	مضمون	این۔سی۔ای۔آر۔ٹی	119
14	دو بیلوں کی کہانی	مضمون	منشی پریم چند	131
15	ایسی زمیں کہاں ہے	نظم	حامد اللہ افسرؔ	143

نعت

فیضی سمبل پوری

آپ کی خاطر کعبہ کعبہ، صلی اللہ علیہ و سلم
آپ کے دم سے طیبہ طیبہ، صلی اللہ علیہ و سلم

غنچہ غنچہ، گلشن گلشن، دانہ دانہ، خرمن خرمن
قطرہ تمہارا، دریا دریا، صلی اللہ علیہ و سلم

جس نے مانگا قطرہ قطرہ، اس کو ملا ہے چشمہ چشمہ
رحمت رحمت، دریا دریا، صلی اللہ علیہ و سلم

میری لحد ہو روشن روشن، خلد کا ہر سو، روزن روزن
نور ہو تیرا گوشہ گوشہ، صلی اللہ علیہ و سلم

شورشِ محشر نفسی نفسی، سب کو پڑی ہے اپنی اپنی
فیضی پکارے آقا آقا، صلی اللہ علیہ و سلم

1۔ لفظ و معنی

لفظ		معنی
غنچہ	:	پھول کی کلی
خرمن	:	کھلیان۔ غلے کا ڈھیر
خلد	:	بہشت۔ جنت
آقا	:	مالک
لحد	:	قبر
چشمہ	:	پانی کا سوتا
محشر	:	قیامت۔ میدان حشر۔ اکٹھا ہونے کی جگہ
قطرہ	:	پانی کا بوند۔ کسی سیال چیز کی بوند
نفسی نفسی	:	اپنی اپنی ذات کی۔ خودغرضی۔ اپنی اپنی فکر کرنا۔ دوسروں کی پرواہ نہ کرنا
گوشہ	:	خلوت۔ تنہائی۔ کنارا
گلشن	:	باغ۔ چمن
روزن	:	روشن دان۔ چھت میں سوراخ
اناج	:	غلہ۔ گیہوں۔ چاول وغیرہ
کعبہ	:	بیت اللہ۔ اللہ کا گھر۔ مربع شکل اہل اسلام کا متبرک و مقدس مقام کا نام
طیبہ	:	مدینہ منورہ۔ شہر۔ نگری۔ عرب کا مشہور مقدس شہر جہاں آپؐ کا روضۂ مبارک ہے۔
ہنگامہ	:	شور و غُل۔ چیخ و پکار۔ دنگا فساد۔
نعت	:	مدح ثنا۔ تعریف۔ جس نظم میں حضورؐ کی تعریف کی گئی ہو۔

2۔ غور کیجیے:

☆ اس نعت میں شاعر نے آپؐ کے مقام و مرتبہ کو اس انداز سے بیان کیا ہے جس سے حضورؐ کی عظمت و اطاعت کا جذبہ دل میں پیدا ہو سکے۔

☆ نعت میں یہ بھی بتلایا گیا کہ آپؐ کی ذات بابرکت نہ صرف جن و انس کے لیے دریائے رحمت تھی بلکہ نباتات جمادات حیوانات اور بے زبان جانور بھی آپ کی دریائے رحمت سے محروم نہ تھے۔

☆ نعت سے یہ بھی پتہ چلا کہ کعبہ جسے قبلہ ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ صدقہ ہے آپؐ کا اور مدینہ طیبہ جس کو نہ صرف ہجرتِ رسولؐ کا شرف حاصل ہوا بلکہ آپؐ کا روضۂ اقدس مدینے میں بنا۔ قیامت تک مدینہ طیبہ کی سرزمین قابل قدر بن گئی۔ تمام حجاج کرام دنیا بھر سے آ کر زیارت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا جس شخص نے میرے قبر کی زیارت کی میری شفاعت اس کے لیے واجب ہے۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) نعت میں کس کی تعریف کی گئی ہے؟

(ii) اللہ تعالیٰ نے کعبے کو کس کی خاطر بنایا؟

(iii) قیامت میں کس طرح کا عالم ہوگا؟

(iv) روزِ محشر سب کو کس بات کی پڑی ہوگی؟

(v) روزِ محشر میں فیضی کی پکار کیا ہوگی؟

(vi) کعبہ کس جگہ قائم ہے؟

(vii) روضہ سے مراد کس کا روضہ ہے؟

(viii) خلد کی تعریف کیجیے۔

(ix) شفاعت کی تعریف کیجیے۔

(x) خرمن کے معنی کو سمجھا کر لکھیے۔

4۔ خالی جگہوں کو دیے گیے مناسب لفظوں سے پر کیجیے:

(i) میری لحد ہو.....جگمگ جگمگ / روشن روشن

(ii) اس کو ملا ہے..... دریا دریا / چشمہ چشمہ

(iii) نور ہو تیرا ..... گوشہ گوشہ / کونہ کونہ

(iv) آپ کی خاطر.....طیبہ طیبہ / کعبہ کعبہ

(v) سب کو پڑی ہے.....نفسی نفسی / اپنی اپنی

5۔ حصہ ''الف'' کو حصہ ''ب'' سے ملا کر لکھیے:

الف	ب
مدینہ طیبہ کو جو مقام و عزت ملی ہے وہ آپؐ کی خاطر	شورشِ محشر نفسی نفسی، سب کو پڑی ہے اپنی اپنی
قیامت کے دن سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی	جس نے مانگا قطرہ قطرہ، اس کو ملا ہے چشمہ چشمہ
آپؐ کی دریائے رحمت اتنی وسیع ہے جس نے آپؐ کو قطرہ مانگا اس کو چشمہ عطا فرمایا	آپ کی خاطر کعبہ کعبہ، صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ کو جو مقام ملا وہ آپؐ کی خاطر	آپ کے دم سے طیبہ طیبہ، صلی اللہ علیہ وسلم
روزِ محشر نفسی نفسی کا عالم ہوگا اس وقت فیضی آقا آقا پکارے گا	فیضی پکارے آقا آقا، صلی اللہ علیہ وسلم

6۔ درج ذیل الفاظ کی ضد بتلائیے:

(i) جنت ____ (ii) شورش ____

(iii) رحمت ____ (iv) خشکی ____

(v) آقا ____ (vi) خاموشی ____

7۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر و مؤنث کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

فرصت | دریا | رحمت | گلشن | محشر | لحد | آقا | شورش | پکار | کعبہ

مذکر					
مؤنث					

8۔ املا درست کر کے چھوٹے چھوٹے جملے بنائیے:

(i) کیامت ____ : .....

(ii) قترہ ____ : .....

(iii) رحمط ____ : .....

(iv) غلشن ____ : .....

(v) آلم ____ : .....

(vi) پھرست ____ : .....

(vii) نفصی ____ : .....

(viii) کھلد ____ : .....

9۔ اظہار تخلیق:

آپ کسی شاعر کو اگر جانتے ہیں جو حضورؐ کی منقبت میں شعر لکھے ہوں اپنی یادداست کی حد تک کم سے کم چار مصرعے لکھیے۔

10۔ عملی کام:

☆ آپ کی کتاب کے اس نعت میں شورش محشر ''نفسی نفسی'' سب کو پڑی ہے ''اپنی اپنی'' استعمال ہوا ہے اسی طرح کے اور تکرار لفظ اپنے استاد سے پوچھ کر لکھیے۔ شورش محشر اور کس بات پر ہو گی۔ ایسے حالات میں لوگ شفاعت کے لیے کس کے پاس جائیں گے اور شفاعت محشر کون ہوگا۔ اپنے اس سبق کے حوالہ سے پورے قیامت کے منظر کو مختصر طور پر اپنی کاپی میں لکھیے۔

☆ نعت کو زبانی یاد کیجیے اور کسی محفل میں ترنم سے سنائیے۔

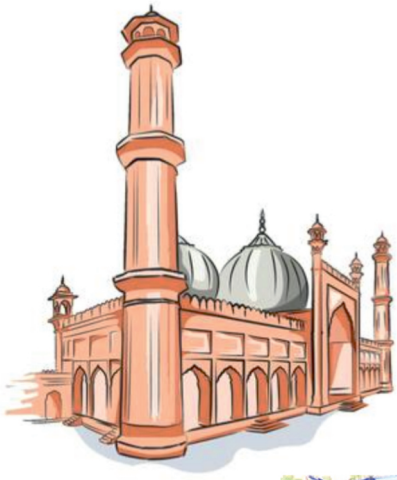
☆ نعت پڑھنے اور سننے کے آداب اپنے ساتھیوں کے درمیان مذاکرہ کیجیے۔

☆☆☆

جوکر

ایک طرف مندر اور دوسری جانب مسجد اور بیچ میں پریشان پور کا ہاٹ ہے جو ہفتے میں دو بار لگتا ہے۔ یہاں ہر سال شیوراتری کا تہوار بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ اس رات قرب و جوار سے بڑی بڑی ناٹک پارٹیاں آتی ہیں اور ساری رات ناٹک ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس روز سارا گاؤں امڈ پڑتا ہے اور زبردست بھیڑ ہوتی ہے۔

مگر اس سال نہ جانے کیا ہوا کہ شیوراتری نہیں منائی گئی۔ شیوراتری میں صرف دیے جلائے گئے۔ پوجا اور آرادھنا ہوئی اور بس۔ ناٹکوں کی وجہ سے جو ہجوم ہوتا ہے وہ نہیں ہوا۔ جو لوگ اس دن کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے تھے ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔







دوسرے سال مسلمانوں نے پریشان پور کے ہاٹ میں ایک سرکس بلایا۔ سلطان سرکس والوں نے ہاٹ کے میدان میں خیمہ نصب کیا۔ سرکس کے بینڈ کی آواز اور روشنی کی چمک دمک قرب وجوار کے گاؤں والوں کو پریشان پور کے ہاٹ کی طرف کھینچ لائی۔ پھر شیوراتری کا سامیلہ لگا۔ پریشان پور کا ہاٹ ہفتے میں دوبار کے بجائے روزانہ سات دن تک جمنے لگا۔ لوگ جوق درجوق سرکس دیکھنے کے لیے آتے رہے۔ بازار میں روزانہ خوب خرید وفروخت ہوتی رہی۔ سرکس کے کھیل اتنے دلچسپ تھے کہ چاروں طرف اس کی شہرت پھیل گئی۔ سرکس کے جانے کے بعد بھی ہر ایک کی زبان پر بڑی ناک والا جوکر، ناچنے والا بندر اور سگریٹ پینے والے بھالو کا چرچا رہا۔ اور پھر بات آئی گئی ہوگئی۔ زندگی اپنے پرانے معمول پر آ گئی۔ لوگ ہمیشہ کی طرح پریشان پور کے ہاٹ آتے خرید وفروخت کر کے چلے جاتے۔ سلطان سرکس کے جوکر، بندر اور بھالو کی باتیں لوگ بھولتے گئے۔ کسی کی زبان پر اب ان کا ذکر نہ رہا۔









ایک روز اچانک برگد کے نیچے ایک پاگل نظر آیا، جسے دیکھ کر لوگوں کو بھولے بسرے سلطان سرکس کے کھیل اور اس کے کھلاڑیوں کے کرتب یاد آنے لگے۔ ہاٹ کے دن لوگوں نے دیکھا کہ وہ پاگل پیسہ مانگتا ہے اور پیسہ نہ دینے پر اسی طرح منہ بناتا ہے جس طرح سلطان سرکس کا بندر تار کے جال میں پھنس کر منہ بناتا تھا۔ چند لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی جوکر ہے جو تین فٹ کی بلندی سے بندر کی جست لگانے پر ایک ہاتھ لمبی جیسی اپنی ناک کے ذریعہ بندر کو روک لیا کرتا تھا۔ سرکس کا یہ کرتب کافی دلچسپ تھا۔ بندر کی جست لگاتے وقت جوکر عجیب انداز سے اپنی ناک کا مظاہرہ کرتا تھا جس سے ہنستے ہنستے لوگوں کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے اور گیلری سے اس پر پیسے برسنے لگتے تھے۔ آج وہی جوکر پاگل ہو گیا تھا اور پریشان پور کے ہاٹ کے لوگوں سے پیسے مانگ رہا تھا۔ لوگ اسے پیسے نہ دیتے تو وہ بندر کی طرح منہ بناتا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ سرکس کا جوکر پاگل کیسے ہو گیا؟ پریشان پور کے ہاٹ میں اس سے متعلق طرح طرح کی افوائیں پھیلنے لگیں۔ ایک افواہ یہ تھی کہ پریشان پور کے بعد سلطان سرکس ایک دوسرے شہر میں کھیل دکھا رہا تھا۔ ایک رات بندر نے تیس فٹ کی بلندی سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اسے جوکر کی تین فٹ والی ناک پر لٹکنا تھا۔ تماشائیوں کو ہنسانے کے لیے اور کرتب کو دلچسپ بنانے کے لیے جوکر نے اپنی ناک دوسری طرف موڑ دی اور بے چارا بندر اس کی ناک پر لٹکنے کے بجائے نیچے آ گرا اور اسی وقت مر گیا۔ رنگ ماسٹر کی سیٹی پر کھیل بند ہو گیا۔ اس کے بعد سرکس کے منیجر نے جوکر کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جوکر بندر کی موت کے بعد خود ہی سرکس سے الگ ہو گیا، کیوں کہ بندر سے اسے بے حد محبت تھی اور وہ اسی صدمے سے پاگل ہو گیا۔



یہ افواہ سن کر چند افراد نے بندر کی موت پر اظہار افسوس کیا۔ اور بعض نے جوکر کے پاگل ہو جانے پر بھی افسوس ظاہر کیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب پاگل جوکر سرکسی انداز میں پیسہ مانگتا تھا تو لوگ دس بیس پیسے دے دیتے تھے۔

پریشان پور کے لوگوں کا خیال تھا کہ جس طرح سلطان سرکس ایک ہفتہ کھیل دکھانے بعد چلا گیا تھا اسی طرح یہ پاگل جوکر بھی چند روز اسی برگد کے نیچے بھیک مانگ کر چلا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کوئی اسے وہاں سے چلے جانے کو کہتا تو وہ بندر کی طرح منہ بنانے لگتا۔ اس کے اس طرح منہ بنانے پر بچے اس پر پتھر پھینکنے لگتے اور وہ خاموشی کے ساتھ منہ چھپائے بیٹھ جاتا۔

جس طرح سرکس میں جوکر کا حد سے زیادہ ظریفانہ کرتب لوگوں کو بھلا معلوم نہیں ہوتا تھا، اسی طرح ایک شخص کا ایک ہی جگہ زیادہ دنوں تک بھیک مانگنا بھی لوگوں کو برا لگنے لگا۔ یہی بات پاگل جوکر کے ساتھ بھی ہوئی۔ چند دنوں بعد جوکر کو بھیک ملنی بند ہوگئی۔ وہ منہ بنا بنا کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا رہا، لیکن کوئی ایک پیسہ نہ دیا، بلکہ پولیس نے تنبیہ کی کہ وہ یہاں سے چلا جائے اور اگر اس نے کوئی بے جا حرکت کی تو گولی مار دی جائے گی۔ اب اس برگد کے درخت کے نیچے کوئی نہیں جاتا تھا۔ کیوں کہ پیسے نہ دینے پر جوکر بندر کی طرح منہ بناتا تھا۔ اس راستے سے لوگوں کی آمد و رفت کم ہوگئی۔ اسی طرح کئی روز گذر گئے۔





ایک دن معلوم ہوا کہ جوکر برگد کے نیچے بے جان پڑا ہے۔اس کا جسم بے حس وحرکت ہے۔کچھ لوگوں نے قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے منہ میں مکھیاں بھری ہوئی ہیں۔ بچے اس پر پتھراؤ بھی کرنے لگے لیکن وہ اسی طرح پڑا رہا۔دراصل وہ بھوک سے نڈھال ہوکر مر گیا تھا۔

پریشان پور کے بازار میں اس پاگل جوکر کے آنے کی خبر جس طرح چاروں طرف پھیل گئی تھی، اسی طرح اس کی موت کی خبر بھی جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہ خبر سنتے ہی گاؤں کے سبھی لوگ تماشہ دیکھنے آ پہنچے۔ ہندوؤں کی طرف سے تلک دھاری پنڈت اور مسلمانوں کی طرف سے مُلّا اور مولوی بھی آ گئے۔

پاگل جوکر کی لاش شمشان میں جلائی جائے یا قبرستان میں دفن کی جائے؟ اس بات پر مولویوں اور پنڈتوں میں بحث چھڑ گئی اور پھر یہ بحث جھگڑے کی صورت اختیار کرنے لگی۔مسلمانوں نے کہا سلطان سرکس کا مالک مسلمان تھا، جوکر بھی مسلمان ہوگا۔اس لیے ہم اسے دفن کریں گے۔ ہندوؤں نے کہا سرکس کے مالک کے مسلمان ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے سارے کھلاڑی بھی مسلمان ہوں۔اگر ایسا ہے تو اس کے بندر اور بھالو بھی مسلمان تھے؟ مسلمانوں نے کہا کہ بھیک مانگتے وقت وہ اردو بولتا تھا۔ ہندوؤں نے کہا کیا اردو مسلمانوں کی زبان ہے؟ ہم بھی اردو بولتے ہیں۔دراصل جوکر کو کئی زبانیں آتی تھیں۔وہ ہندو تھا کیوں کہ اس کے داڑھی نہیں تھی اور سر پر ٹوپی بھی نہیں تھی۔





ہندوؤں نے پنڈتوں اور پروہیتوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں نے مولویوں اور ملاّؤں کا۔ بات بڑھ گئی۔ پریشان پور کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا برسوں پرانا اتحاد، میل جول اور بھائی چارہ ایک پل، میں درہم برہم ہوگیا۔ صرف اس ایک چھوٹے سے سوال پر کہ جوکر کی لاش کو دفنایا جایے یا جلایا جائے؟

آخر کار دونوں فرقوں کے درمیان تصادم شروع ہوگیا۔ گالی گلوج ہونے لگی اور چیخ پکار کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جھگڑا جب کافی بڑھ گیا تو برگد کے نیچے پڑے ہوئے جوکر نے آنکھ کھول دیں اور اٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے پرانے سرکسی انداز میں کہا:

''بھائیو! مجھے کھانا دو، میں بھوکا ہوں۔''

یہ دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ پروہیت، پنڈت، ملاّ اور مولوی منہ لٹکائے اور سر جھکائے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور بھیڑ شور مچاتی بھاگی..... ''جوکر زندہ ہے بھاگ چلو!''

جوکر کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ مسلمان تھا یا ہندو؟ اس کا ثبوت دیے بغیر برگد کے اوپر چڑھ گیا اور اس طرح منہ بنا کر بیٹھ گیا جیسے وہ نہ ہندو، نہ مسلمان، صرف بندر ہو!

1۔ لفظ و معنیٰ:

لفظ		معنیٰ
تہوار	:	خوشی کا دن۔ مذہبی تقریب کا دن
شیوراتری	:	ہندوؤں کا ایک مشہور تہوار جو شیو جی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔
قرب و جوار	:	گرد و نواح۔ آس پاس۔ اردگرد
ہجوم	:	بھیڑ بھاڑ۔ مجمع
خیمہ	:	تنبو۔ ڈیرا۔ کیمپ
نصب	:	کھڑا کرنا۔ لگانا۔ قائم کرنا
چمک دمک	:	آرائش۔ زیب و زینت
جوق در جوق	:	گروہ کے گروہ۔ پرے کے پرے
جست	:	چھلانگ۔ پھاند
مظاہرہ	:	کسی خاص امر کی جماعت یا مخالفت میں اپنے رائے کو ظاہر کرنا۔
بل پڑ جانا	:	شکن پڑنا۔ ان بن ہونا
افواہ	:	بازاری خبر۔ بے اصل بات۔ بے بنیاد بات
ملازمت	:	نوکری۔ خدمت
ظریفانہ	:	بذلہ سنجی۔ دل لگی۔ خوش مذاجی
تنبیہ	:	دھمکی۔ آگاہی۔ خبرداری
آمد و رفت	:	آنا جانا۔ میل ملاپ
اتحاد	:	ملاپ۔ دوستی۔ اتفاق
شمشان	:	مسان۔ جہاں ہندو مردہ جلاتے ہیں
فرقہ	:	جماعت۔ گروہ

2۔ بغور پڑھیے:

☆ بندر کی جست لگاتے وقت جوکر عجیب انداز سے اپنی ناک کا مظاہرہ کرتا تھا۔ جس سے ہنستے ہنستے لوگوں کے پیٹ میں درد ہو جاتے تھے۔ اور گیلری سے اس پر پیسے برسنے لگتے تھے۔ آج وہی جوکر پاگل ہو کر لوگوں سے پیسے مانگ رہا تھا تو لوگ اسے پیسے نہیں دے رہے تھے۔ مذکورہ حالات اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ انسان کے نظریے اور سوچ کے بدلنے سے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔

☆ جوکر اپنا کرتب دکھا رہا تھا اور بندر اپنا کرتب۔ اداکاری میں انسان اور جانور دونوں برابر کے حصہ دار ہیں مگر حالات کا بدلنا انسانی نظریے کے بدلنے سے متاثر ہوتا ہے۔

3۔ سوچ کر جواب دیجیے:

(i) پریشان پور کا ہاٹ ہفتے میں کتنی بار لگتا ہے؟

(ii) کس روز گاؤں امڈ پڑتا ہے اور زبردست بھیڑ ہوتی ہے؟

(iii) ہاٹ کے میدان میں خیمہ کس نے نصب کیا؟

(iv) ایک روز اچانک برگد کے نیچے کون نظر آیا؟

(v) سرکسی انداز میں پیسہ کون مانگتا تھا؟

(vi) بچے کس پر پتھر پھینکنے لگتے اور کیوں؟

(vii) کس کی سیٹی پر کھیل بند ہو گیا؟

(viii) تماشائیوں کو ہنسانے کے لیے اور کرتب کو دلچسپ بنانے کے لیے جوکر نے کیا کیا؟

(ix) جوکر کو ملازمت سے کس نے برطرف کیا اور کیوں؟

(x) بندر کی موت پر کس نے اظہار افسوس کیا؟

(xi) ہر سال کس جگہ شیوراتری کا تہوار منایا جاتا تھا؟

(xii) برگد کے درخت کے نیچے لوگوں کا جانا کیوں بند ہو گیا؟

(xiii) بھیڑ کیوں شور مچاتی ہوئی بھاگ گئی؟

(xiv) مولویوں اور پنڈتوں کے درمیان کس بات پر جنگ چھڑ گئی؟

(xv) سرکس کے جانے کے بعد لوگوں کی زبان پر کس کس کا چرچا رہا؟

4۔ ذیل کے الفاظ میں سے واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

سلسلہ	الفاظ	واحد / جمع
(i)	فرقہ	
(ii)	سجد	
(iii)	امیدوں	
(iv)	مسلمان	
(v)	عجیب	
(vi)	آواز	
(vii)	برا	
(viii)	وقت	
(ix)	شخص	
(x)	ناٹکوں	

5۔ ذیل میں لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) ہجوم :.....

(ii) بے چینی:.....

(iii) خیمہ :.....

(iv) کرتب :.....

(v) جست :.....

(vi) اظہار افسوس:.....

(vii) سیٹی :.....

6۔ صحیح جملوں پر صحیح (✓) اور غلط جملوں پر غلط (x) کا نشان لگایے:

(i) جوکر کا حد سے زیادہ ظریفانہ کرتب لوگوں کو بھلا معلوم ہوتا تھا۔ ( )

(ii) ہندوؤں نے پریشان پور کے ہاٹ میں ایک سرکس بلایا۔ ( )

(iii) سرکس کے کھیل اتنے دلچسپ تھے کہ چاروں طرف اس کی شہرت پھیل گئی۔

(iv) ایک شخص کا ایک ہی جگہ زیادہ دنوں تک بھیک مانگنا بھی لوگوں کو بھلا لگنے لگا۔ ( )

(v) جوکر کو بندر سے بہت محبت تھی اور وہ اسی صدمے سے پاگل ہوگیا۔ ( )

(vi) پریشان پور کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا برسوں پرانا اتحاد، میل جول اور بھائی چارہ ایک پل میں درہم برہم ہوگیا۔ ( )

(vii) ایک دن معلوم ہوا کہ بندر برگد کے نیچے بے جان پڑا ہے۔ ( )

(viii) ہندوؤں نے پنڈتوں اور پروہیتوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں نے مولویوں اور ملاؤں کا۔ ( )

7۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد اور مترادف لکھیے:

سلسلہ	الفاظ	متضاد	الفاظ	مترادف
(i)	فروخت		بعض	
(ii)	قرب وجوار		بھلا	
(iii)	بے چینی		خاموشی	
(iv)	روشنی		اتحاد	
(v)	موت		معلوم	

8۔ ذیل میں دیے گئے الفاظ میں سے مناسب لفظ کے ذریعہ خالی جگہوں کو پر کیجیے:

جگہ۔ برا۔ خیال۔ پاگل۔ برگد۔ چندروز۔ سرکس۔ ظریفانہ۔ شخص۔ کھیل۔ بھلا۔ سلطان

پریشان پور کے لوگوں کا.....تھا کہ جس طرح.....سرکس ایک ہفتہ

.....دکھانے بعد چلا گیا تھا اسی طرح یہ.....جوکر بھی.....اسی

.....کے نیچے .....مانگ کر چلا جائے گا۔

جس طرح.....میں جوکر حد سے زیادہ.....کرتب لوگوں کو.....معلوم

نہیں ہوتا تھا، اسی طرح ایک.....کا ایک ہی.....زیادہ دنوں تک

بھیک مانگنا بھی لوگوں کو.....لگنے لگا۔

9۔ دیے گیے الفاظ کے مذکر یا مونث ہونے کی نشاندہی کیجیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

سلسلہ	الفاظ	مذکر	مونث	جملوں میں استعمال
(i)	جگہ			
(ii)	خیال			
(iii)	سرکس			
(iv)	افواہ			
(v)	اتحاد			
(vi)	ملازمت			
(vii)	تہوار			
(viii)	جست			
(ix)	بھیڑ			
(x)	لاش			

10۔ خالی خانوں میں درست املا درج کیجیے:

(i) ( ) — سیوراتری / شیوراتری — چمق دمق / چمک دمک

(ii) ( ) — انتظار / انتضار — دلچسپ / دلچشپ

(iii) ( ) — خیمہ نصب / کھیمہ نسب — صخس / شخص

(iv) ( ) — تصادم / تسادم — کرب وزوار / قرب وجوار

(v) ( ) — بے حد مہبت / بے حد محبت — اظہار افسوس / اجہار افسوس

11۔عملی کام:

☆ سرکس کے جانے کے بعد بھی ہر ایک زبان پر بڑی ناک والا جوکر ناچنے والا بندر اور سگریٹ پی نے والے بھالو کا چرچا رہا۔

آپ بھی سرکس یا کوئی پروگرام دیکھتے ہیں پروگرام دیکھنے کے بعد آپ اس پر کیا چرچا کرتے ہیں اپنی زبان میں لکھیے۔

☆ پاگل جوکر کی لاش شمشان میں جلائی جائے یا قبرستان میں دفن کی جائے؟ اس بات پر مولویوں اور پنڈتوں میں بحث چھڑ گئی اور پھر یہ بحث جھگڑے کی صورت اختیار کرنے لگی۔

مذکورہ عبارت میں جوکر سے محبت کا اظہار ہے یا نفرت؟ خلاصے کے طور پر لکھیے۔

بے جا بحث ہمیشہ لڑائی جھگڑے کی طرف لے جاتی ہے۔ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیے اپنی زبان میں لکھیے۔

☆ دوسرے سال مسلمانوں نے پریشان پور کے ہاٹ میں ایک سرکس بلایا۔سلطان سرکس والوں نے ہاٹ کے میدان میں خیمہ نصب کیا۔سرکس کے بینڈ کی آواز اور روشنی کی چمک دمک قرب و جوار کے گاؤں والوں کو پریشان پور کی ہاٹ کی طرف کھینچ لائی۔پھر شیوراتری کا سا میلہ لگا۔

اس اقتباس سے اتحاد کا درس ملتا ہے۔اتحاد قائم رکھنے کے لیے آپ کی کیا کوشش رہتی ہے یا مستقبل میں رہے گی تفصیل کے ساتھ لکھیے۔

☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کا بچوں پر شفقت

اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو رحمت للعالمین کے لقب سے نواز کر پوری دنیا کے لیے باعث رحمت وشفقت بنا دیا۔ آپ ؐ کی ذاتِ بابرکت نے رحمت کا آفتاب بن کر اس عالم کے ذرے ذرے کو روشن اور چمکدار بنا دیا۔ صحرائے عرب سے رحمت و ہدایت کا ایک ایسا چشمہ جاری ہوا جس نے تمام عالم کو انسانیت، اخوت، صلح رحمی سے سیراب کر دیا۔

آپ کی بعثت سے پہلے عرب میں بچوں سے جو سلوک کیا جاتا تھا بیان کرتے ہوئے انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں لڑکی کا وجود باپ کی عزت پر داغ سمجھا جاتا تھا۔ اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ یہ ایسا المناک واقعہ ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن پیارے رسول ؐ نے اس رواج کو ختم کر دی اور لڑکیوں کو ظلم وستم سے نجات دلائی۔

حضرت زید ؓ جو ابھی بچے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے غلام تھے، انہیں آپ ؐ نے آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت زید ؓ کو زید ابن محمد کہنے لگے تھے۔ جب آپ کے والد اور رشتہ دار حضور ؐ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا کہ زید کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تو حضور ؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گیے۔ آپ کو زید سے جدائی کا بہت غم تھا۔ آپ ؐ نے حضرت زید ؓ پر فیصلہ چھوڑ دیا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ان کے رشتہ دار خوش تھے کہ اب زید ؓ ہمارے ساتھ واپس آ جائیں گے۔ لیکن انکی حیرت کی اس وقت انتہا نہ رہی جب زید ؓ نے ان کے ساتھ واپس جانے سے انکار کر دیا۔ آپ ؐ کی شفقت اور پیار نے ان کے پیروں میں بیڑی ڈال دی اور حضور ؐ کی غلامی کو باعث فخر سمجھا اور اسے والدین کی محبت پر ترجیح دی اور یوں کہا کہ ''جس کے باپ محمد ﷺ ہوں وہ کتنا خوش نصیب ہے۔''

آپ کو جب بچے بازاروں یا گلی کوچوں میں دیکھتے تھے تو خوشی سے اُچھلتے کودنے لگتے تھے اور بڑے شوق سے آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ آپؐ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ سب سے پہلے بچوں کو اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ کہتے۔ پھر انہیں باری باری گود میں لے کر پیار کرتے اور ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر انکو خوب دعائیں دیتے۔ بچوں کے ساتھ چھوٹی بچیاں بھی آپؐ کے پیار میں برابر کی شریک تھیں۔ جب آپؐ مکہ شریف سے مدینہ منورہ تشریف لے گیے تو بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آپ کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گیے۔ لڑکیاں آپ کے آنے کی خوشی میں گیت گا رہی تھیں ''ہم کتنی خوش نصیب ہیں کہ ہم پر رحمت وشفقت پیار اور محبت کا مہتاب طلوع ہوا''۔ آپؐ نے ان بچیوں سے پوچھا:

''تم مجھ سے پیار کرتی ہو؟'' ان بچیوں نے بہ یک آواز کہا ''ہاں''۔ آپ نے فرمایا ''میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔''

آپ کو بچوں کے آرام وسکون کا بھی بہت خیال رہتا تھا۔ آپؐ بچوں کی تکلیف کے خیال سے نماز مختصر کر دیتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''حضورؐ فرماتے تھے کہ نماز شروع کرتا ہوں تو ارادہ ہوتا ہے کہ دیر سے ختم کروں مگر جب کسی بچے کے رونے کی آواز کان میں پڑتی ہے تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔''

آپ بچوں کو کبھی تکلیف میں مبتلا ہوتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اسی لیے آپ انہیں جسمانی سزا دینے کے سخت خلاف تھے۔ آپؐ نے کبھی کسی بچے پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ زندگی بھر کسی بچے کو مارا پیٹا نہیں۔ بچوں کی معمولی سی تکلیف پر آپ تڑپ جاتے اور اسے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے۔

بچے ملک وقوم کے بڑے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، اسی لیے آپؐ نے بچوں کی حفاظت اور ان کی بہترین تعلیم وتربیت کو ضروری قرار دیا۔ خصوصاً یتیموں کی دیکھ ریکھ کی طرف خاص توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کے حکم کے مطابق بیت المال سے یتیموں کو وظائف دیے جاتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری کی جاتیں۔

ایک دفعہ مکہ شریف کے بازار میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کے پاس اتنے کپڑے بھی نہ تھے کہ وہ اپنے جسم کو اچھی طرح ڈھانک سکے۔ اس کے پاؤں بھی زخمی تھے۔ اسے اس حال میں دیکھ کر آپ ؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ آپ ؐ اُسے اپنے گھر لے گیے، کھانا کھلایا، کپڑے پہنایے اور اسے اپنے بچوں کی طرح رکھا۔ اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی اور ان کے پاس پہنچا دیا۔

حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب بھی کوئی نیا پھل یا موسم کا میوہ آتا تو آپ سب سے پہلے بچوں کو کھلاتے، پھر بعد میں اور لوگوں کو تقسیم فرماتے۔ آپ اکثر بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے آپ کو بے حد پیار تھا۔ آپ اکثر انہیں چومتے اور اپنے کندھوں پر اٹھایے ہوئے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ؐ نے فرمایا ''حسن میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔''

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ ؐ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدّو سردار اقرم بن جالس آیے۔ انہوں نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا: ''آپ بچوں سے پیار کر رہے ہیں؟ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں تو ایک کا بھی منہ نہیں چومتا''۔ آپ ؐ نے فرمایا ''اگر اللہ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں؟'' پھر فرمایا ''جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''



جابر بن سمرہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپؐ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہولیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے آ نکلے۔ آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آں حضرت ﷺ کی خدمت میں رہا۔ آپؐ نے مجھے ''اُف'' تک نہ کہا نہ پوچھا کہ ''یہ کام کیوں کیا؟'' اور یہ کہ ''یہ کام کیوں نہیں کیا؟''

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ''ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا'' جسے اللہ تعالیٰ اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق ادا کرے تو وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔''

آپ کو نہ صرف مسلمان بچوں سے بے انتہا لگاؤ تھا بلکہ دوسرے مذاہب کے بچے بھی آپؐ کی اس محبت وشفقت سے محروم نہ تھے۔ ایک جنگ میں مشرکین کے چند بچے مارے گیے۔ حضور اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ کو اس کا بہت صدمہ ہوا اور سخت ناراض ہوئے، صحابہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ بچے مسلمانوں کے تو نہیں تھے۔'' اس پر آپ نے فرمایا: ''خبردار! بچوں کو قتل مت کرو۔ ہر جان فطرت پر ہی پیدا ہوتی ہے۔'' آپ نے فرمایا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرتا ہو اور بڑوں کی تعظیم نہ کرتا ہو وہ ہم میں سے نہیں''۔



جہاں آپؐ بچوں کے ساتھ اس قدر محبت کا برتاؤ فرماتے تھے، وہیں آپؐ اس بات کا بھی خیال رکھتے تھے کہ زیادہ پیار سے کہیں بچے بگڑ نہ جائیں۔ امام حسنؓ جب چھوٹے تھے تو ایک دن کھاتے وقت آپؐ نے ان سے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ''۔ روایت میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھالی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر اسے نکال لیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا کام خود محنت سے کما کر کھانا ہے نہ کہ دوسروں کے لیے بوجھ بننا۔ اور فرمایا کہ سادات کے لیے صدقہ کا مال کھانا مناسب نہیں۔

غرض کہ آپؐ بچوں سے بے حد پیار، محبت و الفت کے ساتھ ساتھ تربیت کا بھی بھرپور خیال رکھتے تھے۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ پیارے نبی ﷺ نے تمام بچوں سے کس قدر پیار کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پیار میں بچے جو کچھ بھی کر گزریں انہیں چھوڑ دیا جائے بلکہ اچھی تربیت اور پاکیزہ نصیحتوں سے انہیں سماج کا انمول تراشا ہوا ہیرا بنانا چاہیے۔ ہر بچہ دنیا میں اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ اور اپنے استادوں اور بزرگوں کی فرماں برداری کرتا رہے۔ نافرمان بچہ علم سے محروم اور سب کے پیار سے بھی محروم رہتا ہے۔



1۔ لفظ و معنیٰ

لفظ		معنیٰ
صحرایِ عرب	:	عرب کا ریگستانی علاقہ
زندہ درگور کرنا	:	زندہ دفن کرنا
ترجیح	:	برتری۔فوقیت
قیمتی سرمایہ	:	قیمتی پونجی۔قیمتی دولت
مشرکین	:	مشرک کی جمع۔جو لوگ خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں
طلوع	:	سورج، چاند، ستارے کا نکلنا۔بلند ہونا۔ظاہر ہونا
مہتاب	:	چاند۔چاند کی روشنی۔چاندنی
رحمت اللعالمین	:	تمام جہانوں کے لیے رحمت۔تمام مخلوق کے لیے رحمت
آفتاب	:	سورج
نظیر	:	مثل۔جیسا۔مانند۔نمونہ
چشمہ	:	پانی کا سوتا۔جہاں سے پانی نکل رہا ہو
شفقت	:	لطف۔مہربانی۔پیار و محبت
صدمہ	:	چوٹ۔تکلیف
لقب	:	وہ نام جو کسی خوبی یا خرابی کے سبب پڑ گیا ہو۔ کسی بڑے یا معزز شخص کا دیا ہوا نام
بابرکت	:	برکت والا۔زیادہ ہونا
سلوک	:	برتاؤ۔راستہ چلنا۔تلاش حق (اصطلاحِ تصوف) اللہ کا تقرب چاہنا
ابن	:	بیٹا۔فرزند
الفت	:	پیار و محبت۔دوستی
تراشا	:	کانٹ چھانٹ۔بناؤ سنگار

2۔ غور کرنے کی باتیں:

☆ اس سبق سے ہمیں اس بات کا پتہ چلا کہ آپ ؐ کا ایک ایک عمل ہمارے لیے اُسوہ ہے (واجب التقلید ہے) چاہے وہ عبادت ہو یا معاملات اخلاقیات ہو یا معاشرت۔ کھانے پینے میں ہو اُٹھنے بیٹھنے یا سونے جاگنے میں ہو۔ اس طرح دائیں ہاتھ سے کھانا سامنے سے کھانا، بچوں پر شفقت کرنا، بچوں کو سلام میں پہل کرنا، بچوں کو جسمانی تکلیف نہ دینا، یتیموں کی مدد کرنا، یتیموں کی خاص دیکھ ریکھ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، بچوں کو آپ ؐ اچھی تربیت اور پاکیزہ نصیحتوں سے سماج کا انمول تراشا ہوا ہیرا بنانا چاہتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی خیال فرماتے تھے کہ زیادہ پیار سے بچے کہیں بگڑ نہ جائیں۔

☆ اس سبق سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ بچے ملک وقوم کے قیمتی سرمایہ ہیں بلکہ وہ ہماری امانت میں (Trust) ہیں۔ ہم ان کے امین (Trustee) ہیں اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی ایسی تعلیم وتربیت پرورش وپرداخت کریں جس سے یہ بچے قوم وملت کے لیے روشن مینار بن سکیں۔ ہر بچہ دنیا میں اس وقت ترقی کرسکتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی فرماں برداری کرتا رہے۔ نافرمان بچہ علم سے محروم اور سب کے پیار سے محروم رہتا ہے۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) عرب میں لڑکیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا؟

(ii) حضرت زیدؓ نے اپنے والد کے ساتھ جانے سے کیوں انکار کیا؟

(iii) مدینہ منورہ میں حضورؐ کو دیکھ کر لڑکیاں کیا گانے لگیں؟

(iv) مکّہ کے بازار میں روتے ہوئے یتیم بچے سے حضورؐ نے کیا برتاؤ کیا؟

(v) حضرت حسنؓ کے منہ میں انگلی ڈال کر حضورؐ نے کھجور کیوں نکالی؟

(vi) اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کس لقب سے نوازا؟

(vii) حضرت زیدؓ کو لوگ کس نام سے پکارتے تھے؟

(viii) آپؐ بچوں کے کس بات کا خیال رکھتے تھے؟

(ix) جس کو اللہ تعالیٰ اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق ادا کرے اس کے لیے کیا خوش خبری ہے؟

(x) حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حضورؐ کے کون تھے؟

4۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

لقب عادت زخمی اطلاع تربیت پھل حق تعلیم میوہ موسم

مذکر					
مؤنث					

5۔ درج ذیل الفاظ کو خانوں سے لے کر خالی جگہوں کو مناسب لفظوں سے پر کیجیے۔

قتل	غیرت	زید بن محمدؐ	گیت	آرام و سکون	قیمتی سرمایہ	فطرت	رحمت شفقت	رحمت للعالمین

(i) اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول کو.....کے لقب سے نواز کر پوری دنیا کے لیے باعث .....بنایا۔

(ii) پہلے زمانے میں لڑکی کا وجود باپ کی عزت و..... پر داغ سمجھا جاتا تھا۔

(iii) لوگ حضرت زید کو.....کہنے لگے تھے۔

(iv) لڑکیاں آپؐ کے آنے کی خوشی میں.....گا رہی تھیں۔

(v) آپ کو بچوں کے.....بہت خیال رہتا تھا۔

(vi) بچے ملک اور قوم کے بڑے.....ہوتے ہیں۔

(vii) خبردار بچوں کو.....مت کرو، ہر جان..... پر ہی پیدا ہوتی ہے۔

6۔ نیچے دیے گئے الفاظ کی جمع بنائیے:

(i) انسان _____ (ii) لڑکی _____

(iii) مشرک _____ (iv) بازار _____

(v) تکلیف _____

7۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے واحد بنائیے:

(i) خوشیاں _____ (ii) بچیاں _____

(iii) دعائیں _____ (iv) وظائف _____

(v) احکام _____

8۔ درج ذیل کی الفاظ کی املا درست کیجیے:

(i) دوزکھ : ..... (ii) فترت : .....

(iii) کھدمت : ..... (iv) محتاب : .....

(v) اتلاع : ..... (vi) حفاجت : .....

(vii) سدمہ : .....

9۔ درج ذیل کی الفاظ کی اضداد بتائیے:

(i) سکون : ..... (ii) خلاف : .....

(iii) رحمت : ..... (iv) خوشی : .....

(v) خوش نصیب : ..... (vi) غلامی : .....

10۔ کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' میں درج صحیح جوڑ ملائیے:

''الف''	''ب''
اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول ؐ کو	دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ
یہاں تک کہ لوگ حضرت زید ؓ کو	وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا
آپ ؐ کو جب بچے بازاروں یا گلی کوچوں میں دیکھتے	تو خوشی سے اچھلنے لگتے تھے
جسے اللہ تعالیٰ اولاد کی محبت میں ڈالے	زید ابن محمد ؐ کہنے لگے تھے
وہ ان کا حق ادا کرے	رحمت اللعالمین کے لقب سے نوازا
امام حسن ؓ جب چھوٹے تھے	
ایک دن کھاتے وقت آپ ؐ نے فرمایا	

11۔ عملی کام:

☆ رسول ؐ کا بچوں سے پیار و محبت کے دو واقعے اس مضمون سے لے کر لکھیے اور اپنے استاذ کو دکھائیے۔

☆ حضور ؐ کی سیرت پاک ؐ پر مختصر مضمون لکھیے اور اپنے استاذ کو دکھائیے۔

☆☆☆

پرندے کی فریاد

علامہ اقبالؔ

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا

آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا اپنی خوشی سے جانا

لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا

وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ



آتی نہیں صدائیں اُس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

کیا بد نصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں ، میں قید میں پڑا ہوں

آئی بہار کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

اِس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤں؟
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں



جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے ، غم دل کو کھا رہا ہے

گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دُکھے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

آزاد کر دے مجھ کو او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دُعا لے



1۔ لفظ و معنیٰ

لفظ		معنیٰ
جس دم	:	جس وقت
آشیانہ	:	گھونسلا۔ چڑیا کا گھر
صدا	:	آواز۔ پکار
شبنم	:	اوس
قفس	:	پنجرہ
کامنی	:	خوبصورت۔ ایک خوشبودار پھول
مورت	:	تصویر۔ مجسمہ
چمن	:	باغیچہ
فریاد	:	آہ وزاری۔ درخواست
دکھے	:	رنج وغم
بہار	:	ایک موسم کا نام جس میں پتے ہرے بھرے رہتے ہیں۔ پھول کھلتے ہیں۔
دُکھڑا	:	دکھ۔ تکلیف بیان کرنا
قیدی	:	مجرم، گرفتار۔ پکڑا ہوا۔ قید میں رہنے والا شخص

2۔ پڑھیے اور غور کیجیے:

☆ شاعر نے اس نظم میں پرندے کی فریاد کو اپنا موضوع بنایا ہے جو دراصل ایک تشبیہ ہے۔ جب پرندہ آزاد تھا کتنا خوش رہتا تھا جب وہ قید ہوا اپنی آزادی کے دور کو یاد کر کے اپنی بے بسی کو بتا رہا ہے اور اپنے آپ کو بدنصیب سمجھ کر اپنی آپ بیتی سنا رہا ہے کہ کاش میری رہائی میرے بس میں ہوتا تو میں ضرور آزاد ہو جاتا۔ پرندہ انسان سے بھی آرزو کر رہا ہے میرے اس فریاد کو کوئی گیت یا گانا نہ سمجھیں یہ تو ایک غمگین دل کی فریاد ہے۔

☆ اس نظم سے یہ سبق ہمیں ملتا ہے آزادی کتنی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے اور مظلوموں کے ساتھ بھی پیار و محبت کا سلوک کرنا چاہیے یہی انسانیت کی پہچان ہے۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) پرندے کو گزرے ہوئے زمانے کی کون کون سی باتیں یاد آ رہی ہیں؟

(ii) پرندہ قفس میں بھی کس کی آواز سننے کا آرزومند ہے؟

(iii) پرندہ خود کو بدنصیب کیوں سمجھتا ہے؟

(iv) قفس کو اندھیرا گھر کیوں کہا گیا ہے؟

(v) سننے والوں سے پرندہ کیا آرزو کرتا ہے؟

(vi) پرندے کا آشیانہ کس کے دم سے آباد تھا؟

(vii) پرندہ کو کس چیز کا غم کھا رہا ہے؟

(vii) پرندہ کس سے آزادی کا فریاد کر رہا ہے؟

(ix) کس چیز کی یاد سے پرندے کے دل کو چوٹ لگتی ہے؟

(x) پرندے کے چمن چھوٹنے سے اس کا کیا حال ہو گیا ہے؟

4۔ نظم کو پڑھیے اور مصرعوں کو صحیح الفاظ سے مکمل کیجیے:

(i) آتا ہے یاد مجھ کو.....زمانہ

(ii) آباد جس کے دم سے تھا میرا.....

(iii) کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو.....رہا ہوں

(iv) میں اس اندھیرے گھر میں.....کو رو رہا ہوں

(v) .....کر دے مجھ کو اوقید کرنے والے

5۔ ذیل کے الفاظ میں مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر خانوں میں لکھیے:

	الفاظ	مذکر	مونث
(i)	آزادی		
(ii)	کلیاں		
(iii)	باغ		
(iv)	صدائیں		
(v)	صورت		
(vi)	وطن		
(vii)	خوشی		
(viii)	آشیانہ		
(ix)	حال		
(x)	غم		

6۔ نیچے لکھے الفاظ کی ضد (الٹا) بتائیے اور آسان جملہ بنائیے:

	لفظ	ضد	جملہ
(i)	آزاد	:.....	:.....
(ii)	پھول	:.....	:.....
(iii)	اندھیرا	:.....	:.....
(iv)	خوشی	:.....	:.....
(v)	موت	:.....	:.....
(vi)	آباد	:.....	:.....
(vii)	بدنصیب	:.....	:.....
(viii)	زبان	:.....	:.....

7۔ کالم ''الف'' اور ''ب'' کے لفظوں کے صحیح جوڑ ملائیے:

	الف	ب
(i)	دن	سورج
(ii)	قید	آخرت
(iii)	خوشی	رات
(iv)	چاند	آزاد
(v)	دنیا	غم
(vi)	پھول	شام
(vii)	اندھیرا	بعید
(viii)	دوزخ	کانٹا
(ix)	صبح	اجالا
(x)	قریب	جنت

8۔ درج ذیل لفظوں کو جملے میں استعمال کیجیے:

(i) زمانہ :.....

(ii) آزادی:.....

(iii) صورت:.....

(iv) آشیانہ :.....

(v) بدنصیب:.....

(vi) وطن :.....

(vii) قسمت :.....

(viii) اندھیرا :.....

(ix) غم :.....

(x) قید :.....

9۔ خالی جگہوں میں مناسب مصرع کے الفاظ ملا کر شعر کو مکمل کیجیے:

(i) آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا.....

(ii) آتی نہیں صدائیں اُس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی.....

(iii) اِس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤں؟
ڈر ہے یہیں قفس میں،.....

(iv) آزاد کر دے مجھ کو او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں.....

10۔مندرجہ ذیل کے معنی اپنی زبان میں لکھیے:

(i) گھونسلے:.....

(ii) کامنی :.....

(iii) مسکرانہ:.....

(iv) قسمت :.....

(v) قفس :.....

(vi) شبنم :.....

(vii) وطن :.....

(viii) قید :.....

(ix) چمن :.....

(x) اندھیرا :.....

11۔عملی کام:

☆ نظم کوغور سے پڑھیں اور بلند آواز سے پڑھیں اور پڑھ کر اپنی کاپی میں لکھیں اور اس نظم سے آپ نے کیا سیکھا کم سے کم پانچ جملوں میں لکھ کر اپنے استاذ کو دکھائیں۔

☆ اس نظم کو اتنی بار پڑھیں جس سے نظم کے اشعار یاد ہو جائیں۔ ہو سکے تو اس کا خلاصہ اپنی اردو کی کاپی میں لکھ کر اپنے استاذ کو دکھائیں۔

☆☆☆

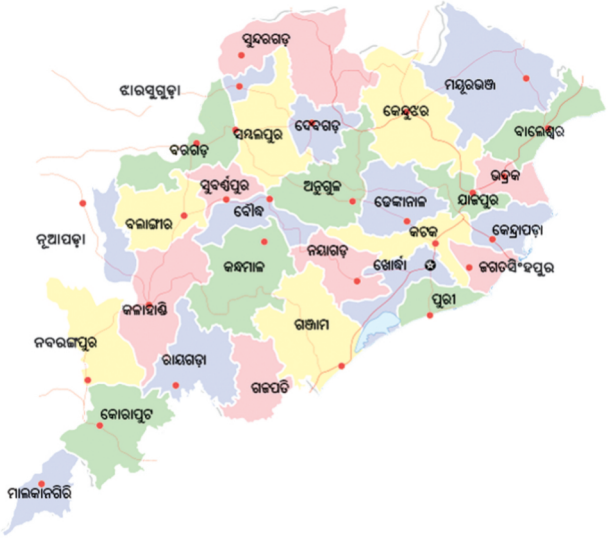
اردو اور اڈیا

عبدالحلیم حلیم

اے اڈیشا اے دیار عظمت اڈیا زباں
تیرے طول و عرض میں اردو بھی ہے جلوہ فشاں

گرچہ آبادی ہماری ہے یہاں دو فیصدی
اردو ہی لیکن ہماری ہے زبانِ مادری

رشک کے قابل اقلیت ہماری ہے یہاں
ہے جدا تہذیب اپنی ہے جدا اپنی زباں





اردو کے دم سے درخشاں ہے ہماری قومیت
اس سے قائم ہے ہماری انفرادی حیثیت

ہند کی ساری زبانوں میں یہ ممتاز ہے
گونجتی فلموں میں بھی اردو کی آواز ہے

اڈیا کے ماحول میں یہ پھولتی پھلتی رہی
شمع اردو آج کیا ہر دور میں جلتی رہی

دامنِ اڈیا بھی ہم نے ہاتھ سے چھوڑا نہیں
اس سے اپنا رشتۂ علمی کبھی توڑا نہیں

اس زباں سے ہے ہمارا خوب گہرا ارتباط
اس سے رہتا ہے لگاؤ اور ہر دم اختلاط

اردو اور اڈیا غرض دونوں کے ہم ہیں نغمہ خواں
دسترس دونوں پہ ہم کو دونوں ہیں اپنی زباں

اڈیا کے ماحول میں گرچہ ہوئی نشو و نما
اے حلیم اردو سے لیکن رابطہ اپنا رہا



1۔ لفظ و معنیٰ

لفظ		معنیٰ
دیار	:	شہر۔علاقہ۔ملک
طول وعرض	:	لمبائی۔چوڑائی
عظمت	:	بزرگی۔بڑائی
رابطہ	:	تعلق۔لگاؤ۔واسطہ
جلوہ فشاں	:	نظارہ کرنا۔ظاہر ہونا
آبادی	:	بستی۔باشندوں کی گنتی
رشک	:	رقابت۔آرزو۔اس جیسا بننا یا وہ چیز حاصل کرنا
اقلیت	:	کم ہونا
مادری	:	ماں کی زبان۔خود کی بولی
تہذیب	:	خوش اخلاقی۔رہنے سہنے کا انداز۔اصلاح۔
جدا	:	الگ
قائم	:	باقی رہنا
انفرادی	:	نجی۔ذاتی
ممتاز	:	برتر۔افضل۔اعلیٰ۔سب سے عمدہ
درخشاں	:	چمکتا ہوا
شمع	:	موم بتی۔چراغ۔دیا
ارتباط	:	میل ملاپ۔رابطہ پیدا کرنا۔دوستی
اختلاط	:	میل جول۔ربط وضبط
نغمہ خواں	:	گویّا۔گیت گانے والا
نشو ونما	:	پھولنا پھلنا۔پالنا
دسترس	:	پہنچ۔رسائی

2۔ غور کیجیے:

☆ شاعر نے اس نظم میں اردو زبان کی عظمت اور اڈیشا میں اس کی موجودگی کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں بتایا ہے اگر چہ اڈیشا میں اردو بولنے والوں کی تعداد بہت کم ہے باوجود اس کے اردو زبان کو مادری زبان کی وقعت دی جاتی ہے۔

☆ اڈیشا کے لوگوں کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ اردو اور اڈیا دونوں زبانیں ہماری پہچان ہیں اور ہمارا رشتہ دونوں سے برقرار ہے اور ہمیشہ رہے گا بلکہ زبانوں کے درمیان باہم ربط اور تعلق ہونا چاہیے اور ایک دوسرے سے تعلق ہونا چاہیے خاص طور پر ہم کہتے ہیں کہ اردو اور اڈیا کے ہم نغمہ خواں ہیں یہ میل جول اور بھائی چارے کی بہترین مثال ہے۔

☆ زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا جو لوگ زبان کو مذہب سے جوڑتے ہیں وہ متعصب قسم کے لوگ ہیں ان سے آپسی بھائی چارگی کو نقصان پہنچتا ہے۔ محمدؐ نے دوسرے ملک کی زبان سیکھنے سکھانے کے عوض میں قیدیوں کو آزاد فرمایا۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) اڈیشا میں مسلمانوں کی آبادی کتنی فی صد ہے؟

(ii) اڈیشا کے مسلمانوں کی مادری زبان کیا ہے؟

(iii) ہماری قومیت کس کے دم سے روشن ہے؟

(iv) اڈیشا میں اردو کی نشو ونما کس زبان کے ماحول میں ہوئی؟

(v) نظم کے آخر میں شاعر کیا کہہ دیا؟

(vi) اڈیشا میں اردو زبان کی حیثیت کیا ہے؟

(vii) ہمارا علمی رشتہ کس زبان سے ہے؟

(viii) ہندستانی فلموں میں کس زبان کی آواز گونجتی ہے؟

(ix) ہند کی ساری زبانوں میں ممتاز زبان کون ہے؟

(x) کون سی دو زبان کے ہم نغمہ خواں ہیں؟

4۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں سے مذکر، مؤنث کو چن کر دیے گیے خانوں میں لکھیے:

(i)	قابل		(ii)	دیار	
(iii)	ممتاز		(iv)	مادری	
(v)	قومیت		(vi)	عظمت	
(vii)	قائم		(viii)	رشک	
(ix)	تہذیب		(x)	زبان	

5۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے ضد (الٹا) لکھیے:

(i)	طول		(ii)	آبادی	
(iii)	انفرادی		(iv)	قابل	
(v)	ممتاز		(vi)	تہذیب	
(vii)	اقلیت		(viii)	ویران	
(ix)	جدا		(x)	علم	

6۔ خالی جگہوں کو صحیح لفظ سے پر کیجیے:

(i) اڈیا کے.....میں یہ پھولتی پھلتی رہی۔ (ماحول/طریقہ)

(ii) .....اردو آج کیا ہر دور میں جلتی رہی۔ (چراغ/شمع)

(iii) اس.....سے ہے ہمارا خوب گہرا ارتباط ہے۔ (مکان/زباں)

(iv) اس سے رہتا ہے.....اور ہر دم اختلاط۔ (لگاؤ/پڑاؤ)

(v) اڈیا کے ماحول میں گرچہ ہوئی..... (نشوونما/طول وعرض)

(vi) اے حلیم اردو سے لیکن.....اپنا رہا۔ (رابطہ/ضابطہ)

7۔ مندرجہ ذیل لفظوں میں واحد سے جمع اور جمع سے واحد لکھیے:

(i)	آبادی		(ii)	رابطے	
(iii)	تہذیب		(iv)	آواز	
(v)	علوم		(vi)	فلموں	
(vii)	زبانیں		(viii)	اقوام	
(ix)	ماحول		(x)	رشتہ	

9۔ املا درست کیجیے:

(i) عجمت ..... (ii) سدی .....

(iii) ممتاج ..... (iv) کومیت .....

(v) نگمہ ..... (vi) اکلیت .....

(vii) درخساں ..... (viii) کابل .....

(ix) آواج ..... (x) عرج .....

10۔ نیچے دیے گئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

(i) گرچہ آبادی ہماری ہے یہاں.....

(ii) اردو ہی لیکن ہماری ہے زبان.....

(iii) اردو کے دم سے درخشاں ہے ہماری.....

(iv) اس سے قائم ہے ہماری انفرادی.....

(v) دامنِ اڈیا بھی ہم نے ہاتھ سے.....

(vi) اس سے اپنا رشتۂ علمی کبھی.....

11۔ عملی کام:

☆ اس نظم کو بلند آواز سے پڑھیے اور غور سے دیکھیے شاعر نے اردو کی کن کن خوبیوں کو اس نظم میں پرویا ہے اردو بولنے والوں کی تعداد آج اڈیشا میں دو فی صد ہونے کے باوجود اردو کو مادری زبان سمجھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اڈیا زبان سے بھی ہمارا گہرا رشتہ ہے لہذا اردو اڈیا کی دوستی کے متعلق کم سے کم دس جملوں میں اپنی رائے کو اردو کی کاپی میں لکھ کر اسے استاذ کو دکھائیے۔

☆ نظم کو زبانی یاد کرنے کی کوشش کیجیے۔ اپنے اسکول میں ہونے والے تقریبات میں پیش کیجیے۔

☆☆☆

ہندوستان کا پہلا خلا باز: راکیش شرما

ڈاکٹر شیخ مبین اللہ

راکیش شرما ہندوستان کے پہلے خلا باز ہیں۔ وہ 13 جنوری 1949ء کو پنجاب کے پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے حیدرآباد میں تعلیم حاصل کی۔ 1970ء میں انہوں نے ہندوستانی ائیر فورس میں نوکری شروع کی۔ خلائی سفر سے پہلے وہ بنگلور کے ایرکرافٹ اینڈ سسٹم ڈیزائن اسٹبلشمنٹ میں ٹیسٹ پائیلٹ کے عہدے پر فائز تھے۔

بیسویں صدی میں ہندوستان نے سائنس میں بہت ترقی کی ہے۔ اس کی بدولت انسان خلا کے پوشیدہ رازوں کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے روس اور امریکہ نے خلا میں اپنے متعدد مصنوعی سیارے (Satellite) چھوڑ کر دوسرے بہت سارے سیاروں کی خبر دنیا تک پہنچائی۔ اس سمت میں پہلی کامیابی تب ملی جب امریکہ کے نیل آرم سٹرانگ نے 20/ جولائی 1969ء کو چاند پر قدم رکھا۔ ان کے ساتھ الڈرین بھی تھے جو چاند کا چکر کاٹتے رہے اور آرم سٹرانگ کو واپس لانے میں مدد کی۔ اس کامیابی سے حوصلہ پا کر روس کے خلا باز بھی چاند پر پہنچ گیے۔ اس کے بعد مسلسل خلائی کھوج کا سلسلہ جاری رہا۔ آج خلا میں ان گنت مصنوعی سیارے اڑ رہے ہیں اور دنیا کو خلا کے بارے میں بے شمار خبریں دے رہے ہیں۔







سب سے پہلے 1959ء میں روس کے میجر یوری گیگرین سے خلائی سفر کا سلسلہ شروع ہوا۔ 1984ء میں روس کی مدد سے ہندوستان کے اسکواڈرن لیڈر راکیش شرما نے خلائی سفر کر کے ہندوستان کے نام کو ساری دنیا میں روشن کیا۔

اینڈین ائیر فورس نے خلائی سفر کے لیے دو خلاباز روشن ملہوترا اور راکیش شرما کو چنا تھا۔ ان دونوں خلاباز کو روس میں معقول ٹریننگ دے کر خلائی سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ لیکن راکش شرما ہی خلائی سفر کے لیے منتخب ہوئے۔

3/اپریل 1984ء کو راکیش شرما اپنے ساتھی روسی کمانڈر یوری ملیشیو اور اڑان انجینیر گنادی شتریکالو کے ساتھ بیکونور کے خلائی اسٹیشن پر پہنچے۔ اور وہاں کے 50/میٹر اونچے ایک مینار کے پاس کھڑے ہو گیے۔ اس مینار کے اوپر روسی خلائی سواری سویوج ٹی 11 پہلے سے کھڑا ہوا تھا۔ لفٹ کے سہارے راکیش شرما اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر خلائی سواری کے اندر بیٹھ گیے۔ اس کے فوراً بعد سواری چل پڑنے کی وجہ سے الٹی گنتی شروع ہوگئی۔ صفر تک پہنچتے ہی مینار کے نچلے حصے میں ایک نارنگی رنگ کا شعلہ بھڑک اٹھا اور ایک تیز جھٹکے اور آواز کے ساتھ راکٹ خلائی سواری کو لے کر خلا میں اڑ گیا۔



ہندوستان کے پہلے خلا باز کا یہ نا قابل فراموش سفر 3/اپریل 1984ء کو ہندوستانی وقت کے مطابق شام کے ٹھیک 6 بج کر 38 منٹ پر شروع ہوا۔ اور صرف 10/منٹ کے بعد یہ خلائی سواری دنیا کے مدار میں داخل ہو گیا۔ اس وقت دنیا کے مدار میں سویوج ٹی-10 اور سویوج ٹی-7 نامی دو اور خلائی سواریاں چکر لگا رہی تھیں۔

سویوج ٹی-11 خلائی سواری لگ بھگ 24 گھنٹوں کے بعد رات 8 بج کر 5 منٹ پر ان دونوں سواریوں سے جا ملی۔ ان سواریوں کا اتصال کمپیوٹر کے ذریعہ ہوا۔ سویوج ٹی-10 اور سویوج ٹی-7 کے تین روسی خلا بازوں نے راکیش شرما اور ان کے ساتھیوں کو پر جوش انداز میں خوش آمدید کہا اور سویوج ٹی-7 میں 6/خلا باز پہنچ کر تحقیق کے کام میں مصروف ہو گیے۔

خلائی سواری کی تجربہ گاہ میں راکیش شرما اور ان کے ساتھی خلا بازوں نے مختلف قسم کی تحقیقات شروع کر دیں۔ ہندوستان کی وزیر اعظم شرمتی اندرا گاندھی نے بھی راکیش شرما سے بات چیت کی اور انہیں مبارکباد دی۔ پھر اندرا گاندھی نے پوچھا کہ وہاں سے ہندوستان کس طرح نظر آ رہا ہے۔ راکیش شرما نے جواب میں اقبالؔ کا یہ مصرعہ سنایا: ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا''۔





راکیش شرما نے خلا میں یوگا بھی کیا اور ہندوستان کی بہت ساری تصویریں بھی لیں۔ خلا میں بے وزنی کے سبب انسانی جسم اور دماغ پر کیا اثرات پڑتے ہیں ان پر تحقیق کی۔ راکیش شرما نے ہندوستان کی مخفی فطری خزانوں سے متعلق نئی نئی معلومات فراہم کیں۔ پھر راکیش شرما اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سویوج ٹی-10 میں 11 اپریل 1984ء کی شام کے 4 بج کر 19 منٹ پر خیریت سے اکلک نامی جگہ کو واپس آ گیے۔

اپنے خلائی سفر کے دوران راکیش شرما نے ہندوستان کی بے شمار تصویریں بھی لیں۔ ان تصاویر کے ذریعہ ہندوستان کی معدنی دولت کے بارے میں جانکاری حاصل ہوئی اور مستقبل میں ان معدنیات کی اقتصادی ترقی پر بھی گہرا اثر پڑے گا۔ امید ہے کہ راکیش شرما کا یہ خلائی سفر مستقبل میں بھی ہندوستان کی ترقی کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔

راکیش شرما کے اس خلائی سفر کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کا یہ سفر کافی دلچسپ ہے۔ ان کی محنت، لیاقت اور کارکردگی کو دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔

1۔ لفظ و معنیٰ

لفظ		معنی
خلا	:	زمین سے اوپر کا وہ خطہ جہاں زمین کی کشش ثقل کا اثر نہیں ہوتا
خلاباز	:	خلا میں سفر کرنے والا
مصنوعی سیارہ	:	گردش کرنے والا بناوٹی سیارہ
منتخب	:	چنا ہوا
فراموش	:	بھولنا
تحقیق	:	اصلیت معلوم کرنا۔کھوج۔تلاش
مخفی	:	پوشیدہ۔چھپا ہوا۔ڈھکا ہوا
اقتصادی	:	مالی
معدنیت	:	دھات کی وہ چیز جو کان سے نکلے
پوشیدہ	:	چھپا ہوا
حوصلہ	:	ہمت۔دلیری
صدی	:	سو(100) برس۔سیکڑہ
ائرفورس	:	فضائی فوج
پائیلٹ	:	ہوائی جہاز اڑانے والا
فائز	:	کامیاب فتح پانے والا
متعدد	:	بہت سارے۔لاتعداد۔انگنت
سمت	:	جانب۔طرف
مسلسل	:	پے در پے۔ایک کے بعد ایک
لیاقت	:	قابلیت۔استعداد۔خوبی۔عمدگی۔صلاحیت
سیٹے لائٹ	:	مصنوعی سیارہ۔انسان کا بنایا ہوا سیارہ

2۔ پڑھیے اور غور کیجیے:

☆ بیسویں صدی میں ہندوستان نے سائنس میں بہت ترقی کی ہے۔اس سائنسی ترقی کی بدولت آج انسان خلا کے پوشیدہ رازوں کو جاننے میں کامیاب رہا ہے۔سب سے پہلے روس اور امریکہ نے خلا میں اپنے متعدد مصنوعی سیارے بھیج کر بہت ساری معلومات دنیا تک پہنچائی ہے۔اس کے بعد مسلسل خلائی کھوج کا سلسلہ جاری رہا۔آج خلا میں ان گنت مصنوعی سیارے گھوم رہے ہیں اور دنیا کو خلا کے بارے میں مسلسل معلومات فراہم کر رہے ہیں۔

☆ راکیش شرما ہندوستان کے پہلے خلا باز ہیں جن کو انڈین ائرفورس نے خلائی سفر کے لیے چنا۔ جنھوں نے اپنے ساتھی روسی کمانڈر یوری ملیشیو اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بیکانیر کے خلائی اسٹیشن پر پہنچنے میں کامیاب رہے۔راکیش شرما نے خلا سے ہندوستان کی بے شمار تصویریں بھی لیں اور ہندوستان کی مخفی قدرتی خزانوں سے متعلق نئی نئی معلومات فراہم کیں۔اور ہندوستان کی معدنی دولت کے بارے میں جانکاری دیں۔اور مستقبل میں ان معدنیات کو کس طرح نکالا جایے اور استعمال میں لایا جایے اس پر غور کیا جائے گا۔امید ہے کہ اس خلائی سفر کا ہندوستان کی اقتصادی ترقی پر گہرا اثر پڑے گا اور راکیش شرما کا یہ خلائی سفر ہندوستان کی ترقی کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔

☆ خلائی سواری کی تجربہ گاہ میں راکیش شرما اور ان کے ساتھی خلا بازوں نے مختلف قسم کی تحقیقات شروع کیں اور ہندوستان کے اس وقت کی وزیر اعظم شری متی اندرا گاندھی نے بھی راکیش شرما سے بات کی اور انہیں مبارک باد دی۔راکیش شرما کے اس خلائی سفر کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ان کا یہ سفر کافی دلچسپ ہے۔ان کی محنت، لیاقت اور کارکردگی کو دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) راکیش شرما کون ہیں؟

(ii) راکیش شرما کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(iii) سب سے پہلے چاند کا سفر کس نے کیا اور کب؟

(iv) یوری گیگرین کون تھے؟

(v) ہندوستان کے کس سائنس داں نے سب سے پہلے خلائی سفر کیا؟

(vi) خلائی سفر کے دوران راکیش شرما کی کس وزیر اعظم سے گفتگو ہوئی؟

(vii) خلائی سفر میں راکیش شرما نے کن چیزوں کی تحقیقات کی تھی؟

(viii) راکیش شرما نے کہاں تعلیم حاصل کی؟

(ix) راکیش شرما ہندوستانی ائرفورس میں کس سن میں نوکری کی؟

(x) مصنوعی سیارے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟

4۔ نیچے دیے گیے الفاظ کی جمع بنائیے:

(i) تحقیق		(ii) تصویر	
(iii) معلوم		(iv) سواری	
(v) خبر			

5۔ خالی جگہوں کو مناسب لفظوں سے پر کیجیے:

(i) راکیش شرما ہندوستان کے پہلے ..... ہیں۔ (خلاباز/سپاہی)

(ii) 13 جنوری ..... کو صوبہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ (1949/1950)

(iii) امریکہ کے نیل آرم سٹرانگ نے 20 جولائی ..... کو چاند پر قدم رکھا۔ (1969/1970)

(iv) راکیش شرما نے ..... میں تعلیم حاصل کی تھی۔ (بنگلور/حیدرآباد)

(v) ہندوستان کے پہلے خلاباز کا یہ ناقابل فراموش سفر 13 اپریل ..... کو شروع ہوا۔ (1988/1984)

6۔ کالم ''الف'' اور ''ب'' کے ساتھ صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
(i) راکیش شرما	روشن ملہوترا اور راکیش شرما کو چنا تھا۔
(ii) انڈین ایئر فورس نے خلائی سفر کے لیے دو خلاباز	ہندوستان کا پہلا خلاباز ہیں۔
(iii) بیسویں صدی میں ہندوستان نے	سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا۔
(iv) راکیش شرما نے جواب میں اقبالؔ کا یہ مصرعہ سنایا	20 جولائی 1969ء کو چاند پر قدم رکھا۔
(v) نیل آرم سٹرنگ نے	سائنس میں بہت ترقی کی۔

7۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

ہندوستان۔ سائنس۔ چاند۔ تعلیم۔ تحقیق۔ معلومات۔ خلاباز۔ سپاہی۔ قدم۔ پہنچ

مذکر					
مؤنث					

8۔ درج ذیل الفاظ کے آسان جملے بنائیے:

(i) بدولت : .....

(ii) تعلیم : .....

(iii) اقتصادی: .....

(iv) وزیراعظم: .....

(v) خلاباز : .....

9۔ املا درست کیجیے:

(i) تسویر

(ii) مالومات

(iii) تالیم

(iv) ہوصلہ

(v) مسنوعی

10۔ عملی کام:

☆ خلا باز راکیش شرما کی ایک تصویر حاصل کیجیے اور اپنی پروجکٹ کاپی میں چسپا کیجیے اور اس کے نیچے ان کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش تحریر کیجیے۔

☆ خلا باز راکیش شرما کا یہ خلائی سفر مستقبل میں کس طرح سے ہندوستان کی ترقی کے لیے مددگار ثابت ہوگا اس سبق کے حوالے سے لکھ کر اپنے استاذ کو دکھائیے۔

☆☆☆

نیتاجی سبھاش چندر بوس



بچو! تم کیا نیتاجی سبھاش چندر بوس کو جانتے ہو؟ ہاں تم ضرور جانتے ہو! وہ ایک مجاہد آزادی تھے۔ وطن کی آزادی پر مر مٹنے والے جاں باز مخلص بہادر تھے۔ آج ہم جب انہیں یاد کر رہے ہیں تو ہمارا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ انہوں نے ملک کو آزادی دلانے کے لیے دیش کے چاروں طرف دورہ کر کے مشرق سے مغرب تک ایک ایسا ماحول بنایا، جس کے ذریعہ وہ انگریزی حکومت کو جھکانے میں پورے طور پر کامیاب ہوئے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ آزاد ہند فوج کا قیام تھا۔ اسی ''آزاد ہند فوج'' نے انگریزوں کے پاؤں ڈگمگا دیے تھے۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس آزاد ہند فوج کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے سنگاپور سے 21 جنوری 1944ء کو آزاد ہند فوج لے کر اپنا تاریخی مارچ شروع کیا تھا۔ برما، رنگون کے راستے سے ہندوستان میں اپنی فوج کے ہمراہ داخل ہوئے۔ انہوں نے فروری 1944ء کو ہندستان کی سرزمین پر فخر سے ہندوستان کا ترنگا جھنڈا لہرایا تھا۔

نیتاجی سبھاش چندر بوس 23/جنوری 1897ء کو محلّہ اڈیا بازار، شہر کٹک، صوبہ اڈیشا میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد محترم جانکی ناتھ بوس ایک نامور وکیل تھے جو 1885ء میں کلکتہ سے کٹک آئے تھے۔ نیتاجی کی والدہ پربھاوتی مضبوط ارادوں والی ایک بہادر خاتون تھیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم پانچ برس کی عمر سے پروٹیسٹنٹ پرائمیری (انگلش میڈیم) اسکول کٹک میں شروع ہوئی۔ جسے آج اسٹیوارٹ اسکول کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس اسکول میں انہوں نے چھ کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اڈیشا کے مشہور تاریخی اولین سرکاری ہائی اسکول راونشا کالجیٹ اسکول، کٹک میں 11 جنوری 1909ء کو سات کلاس میں داخلہ لیا۔ وہاں بنگلا ورناکولر تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور کلاس کے امتحان میں ہمیشہ اول آتے رہے۔ طالب علمی کے زمانے ہی سے نیتاجی نہایت تنہائی پسند تھے اور اپنے ساتھیوں سے الگ تھلگ رہ کر ہمیشہ کسی نہ کسی فکر میں غرق رہا کرتے تھے۔ ممکن ہے یہ ملک کی بدحالی کی فکر ہو۔

نیتاجی کے ہم جماعت طلبا میں مسلمان طلبا بھی تھے جن سے ان کی دوستی تھی۔ آگے چل کر نیتاجی کی جدوجہد میں ہمیشہ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا بلکہ آخری وقت تک ان کے ساتھ رہے۔ نیتاجی بچپن ہی سے اپنے والدین کے بڑے فرماں بردار تھے اور ان کی خوب عزت کرتے تھے۔ خصوصاً اپنی ماں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ماں باپ کی دعائیں ہی ان کی ترقی، عزت، شہرت اور کامیابی کا باعث ہیں۔





نیتاجی سبھاش چندر بوس کی طالب علمی کے زمانے میں شری بنی مادھب داس راونشا کالجیٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے جو اصول کے پابند، پاکیزہ طبیعت کے مالک شفیق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ نیتاجی کی شخصیت کی تشکیل میں ان کا اہم حصہ رہا۔ نیتاجی نے پندرہ سال کی عمر میں سوامی وویکانند اور ان کے پیشوا رام کرشن پرماہنس کی کتابوں کے مطالعہ سے قومی خدمات کا جذبہ اور اخلاق و کردار کو سدھارنے اور سنوارنے کا درس حاصل کیا۔

16 رسال کی عمر میں مارچ 1913ء کو انٹرانس (میٹریکولیشن) کا امتحان دیا اور پوری یونیورسٹی میں دوم آئے۔ اس وقت آسام، بنگال، بہار اور اڈیشا چاروں صوبوں کے تمام طلبا کلکتہ یونیورسٹی کے تحت امتحان دیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ سبھاش بوس کی یہ کامیابی ان کی اعلیٰ ذہانت، پڑھائی سے گہری لگن اور جان توڑ محنت کا ثمرہ تھی۔

کلکتہ میں انگریزوں کا قائم کردہ پریسیڈینسی کالج ٹھوس تعلیم کے لیے مشہور تھا۔ ان کے والد جانکی ناتھ بوس نے سبھاش بوس کا داخلہ پریسیڈینسی کالج، کلکتہ میں کر دیا۔ طلبا کے اسٹرائک کے بعد پریسیڈینسی کالج کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا، نیتاجی کٹک چلے آئے۔ اس اثنا میں ان کے پورے دو سال برباد ہو گئے۔ جولائی 1917ء کو بی اے کے تیسرے سال میں اسکوٹس چرچ کالج کلکتہ میں داخلہ لیا۔ 1919ء کو فلسفہ آنرس کے ساتھ اول درجہ سے بی اے پاس کیا۔ ان کے والد کی خواہش کے مطابق آئی سی ایس کے لیے اسی سال انگلینڈ کا سفر کیا۔

1920ء میں بڑی محنت اور جان فشانی سے آئی سی ایس کے امتحان میں بیٹھے۔ستمبر 1920ء کو آئی سی ایس کا نتیجہ برآمد ہوا تو سبھاش بوس نے چوتھی پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔ان کی اس کامیابی پر انگلینڈ میں تہلکہ مچ گیا کہ ایک ہندوستانی امیدوار نے پہلی بار انگریزوں کی سرزمیں میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔لیکن غلامی کی زندگی اور انگریزوں کے ماتحت ملازمت کرنی انہیں پسند نہ آئی۔وہاں سے 22/ اپریل 1921ء کو نیتاجی استعفیٰ دے کر ہندوستان واپس آ گئے۔ 16 جولائی 1921ء کو ممبئی میں گاندھی جی سے پہلی بار ملاقات ہوئی۔ان سے گفتگو کے بعد جنگ آزادی میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔اس وقت ان کی عمر 24/سال تھی۔انہوں نے کلکتہ میں انگریزوں کے خلاف عدم تعاون کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

نیتاجی 1929ء میں کلکتے کے نیشنل کانگریس کے اجلاس میں پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ مل کر آزادی کے لیے مہم چلانے کا فیصلہ کیا۔1930ء میں کلکتہ میونسپل کارپوریشن کے ''میئر'' کے چناؤ میں سبھاش بوس نے اپنی شاندار جیت حاصل کی۔

26 جنوری 1930ء کو پورے ہندوستان میں یوم آزادی منانے اور خلاف قانون مہم چلانے کے لیے گاندھی جی نے اعلان کیا۔اس وقت نیتاجی بنگال پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔26/جنوری 1930ء کو نیتاجی نے دیش کی مکمل آزادی کا مطالبہ لے کر یوم آزادی منانے کے لیے کلکتہ میں ایک پرسکون جلوس نکالا۔انگریز سرکار کے گھوڑ سوار سپاہیوں نے ان لوگوں پر لاٹھی چارج کیا۔نیتاجی سمیت بہت سے لوگ گھائل ہو گیے۔کافی لوگوں کو حراست میں لے لیا گیا۔اس میں نیتاجی بھی شامل تھے۔چنانچہ 1931ء کو نیتاجی اور ان کے ساتھیوں کی رہائی عمل میں آئی۔

1938ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔لیکن 29/اپریل 1939ء کو سبھاش بوس نے کانگریس کے صدر کے اس عہدہ سے استعفیٰ دے کر فروارڈ بلاک کے نام سے ایک الگ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔فروارڈ بلاک کے ذریعہ ہندوستان کی ہر ریاست میں سیکڑوں جلسے جلوس منعقد کیے گیئے۔سبھاش بوس اور فروارڈ بلاک کے اراکین کی یہی خواہش تھی کہ جلد سے جلد ہر صورت ہندوستان کو برطانیہ سرکار کے قبضے سے آزاد کرایا جائے۔

گاندھی جی کی پالیسی یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اہنسا کے ذریعہ آزادی حاصل کی جائے۔ مگر نیتا جی کا اعلان تھا کہ ''تم مجھے خون دو میں تمہیں آزادی دوں گا'' ان کا حوصلہ بلند تھا۔ انہوں نے برطانوی سرکار کو ہندوستان سے بے دخل کرنے کی ٹھان لی تھی۔ چنانچہ نیتا جی کے اس آزادی کے کارواں میں رفتہ رفتہ نئی نئی تنظیمیں شامل ہوتی گئیں۔

29/جون 1940ء میں نیتا جی نے کلکتہ کے ''البرٹ ہال'' میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کر کے یہ اعلان کیا وہ نواب سراج الدولہ کے یوم پیدائش کے موقع پر ''ہال ویل منومینٹ'' کو ہزاروں لوگوں کے جلوس کے ساتھ جا کر منہدم کر دیں گے۔ 1856ء میں نواب سراج الدولہ نے انگریزوں کو شکست دے کر کلکتہ پر قبضہ کیا تھا۔ سراج الدولہ پر انگریزوں کا غلط الزام یہ تھا کہ انہوں نے کل 146/قیدیوں کو ایک کمرے میں قید کر دیا تھا۔ ان میں سے 123/قیدی گرمی کی وجہ سے مر گیئے۔ جیسا کہ گورنر ہال ویل کی تحریر سے پتہ چلتا ہے انہوں نے اس حادثے کو ''بلیک ہول'' ٹریجیڈی کا نام دیا تھا۔

ہندوستانیوں کے ظلم و استبداد کی اس جھوٹی کہانی کی یاد میں انگریزوں نے ''ہال ویل منومینٹ'' تعمیر کیا تھا۔ 2/جولائی 1940ء کو انگریزوں نے نیتا جی کو گرفتار کر لیا۔ اس وجہ سے پورے ملک میں زبردست تحریک چلی، مجبوراً انگریزوں نے اس ہال کا نام بدل کر فورٹ ولیم بلڈنگ رکھ دیا اور نیتا جی سمیت سارے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

برطانوی حکومت نے نیتا جی کو کم و بیش 11/مرتبہ جیل بھیجا، جہاں انہوں نے قیدیوں کی سخت صعوبتیں جھیلیں۔ لیکن انگریزی حکومت کی یہ ساری تدبیریں نیتا جی کے جذبۂ آزادی کو کم کرنے اور ان کے جوش ولولہ کو سرد کرنے میں بری طرح ناکام ثابت ہوئیں۔ جب نیتا جی کو ہندوستان میں رہ کر آزادی کی جدو جہد میں خاطر خواہ کامیابی کی صورت نظر نہیں آئی تو انہوں نے بیرونی ممالک کے سفر کا ارادہ کیا۔ ان کو انگریزوں کے دشمن ممالک یعنی جرمنی اور جاپان سے دوستی اور تعاون حاصل کرنے کی تدبیر سوجھی۔

آخر کار سبھاش بوس نے سب سے پہلے جرمنی جانے کا فیصلہ کیا۔ بھگت رام کے ہمراہ 16/ جنوری 1941ء کو گھر سے نکلے، چہرے پہ داڑھی لگائے، سر پہ پگڑی پہنے ضیاءالدین کے نام سے افغانی کی شکل بنا کر اور بھگت رام رحمت خاں کے نام سے پولس کی نظر سے بچتے بچاتے پشاور اور پھر 27/ جنوری کو کابل (افغانستان) پہنچے۔ اتم چاند اور حاجی عبدالسبحان خاں صاحب کی مدد سے 18/ مارچ 1941ء کو روس کے شہر بخارا اور ماسکو ہوتے ہوئے جرمنی کے لیے چل پڑے اور 2/ اپریل 1941ء کو جرمنی کے شہر برلن میں پہنچے۔ اس وقت جرمنی اور انگریزوں کے درمیان دوسری عالمی جنگ جاری تھی۔ وہاں پر مضبوط اور ٹھوس ارادے کے ساتھ یہ طے کیا کہ ہندوستان کو بزور بازو ہی برطانوی غلامی سے نجات دلائی جاسکتی ہے۔ 9/ اپریل 1941ء کو برلن، میں جرمنی سرکار کو ایک میمورنڈم دیا کہ یوروپ میں آزاد ہندوستان کی سرکار قائم کرنے کی اجات دی جائے۔ 3/ مئی 1941ء کو برلن میں آزاد بھارت کا مرکز قائم کیا۔ اکتوبر 1941ء کو جرمن کے برلن شہر میں آزاد ہند فوج کی تشکیل کی گئی جو نیتا جی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ 2/ نومبر 1941ء کو آزاد ہند فوج کا پہلا اجلاس عام منعقد کیا۔ ترنگا جھنڈے کو قومی جھنڈے کے طور پر لہرایا اور ربندر ناتھ ٹیگور کے لکھے گیے ''جن گن من ادھی نائک'' کو قومی گیت کے طور پر پڑھا گیا۔ جئے ہند کا نعرہ بھی بلند کیا گیا۔ وہاں کے لوگوں نے سبھاش بوس کو نیتا جی کے لقب سے نوازا۔ جرمنی سرکار کی مالی امداد سے آزاد ہند فوج پھیلنے لگی۔



نیتاجی کی دعوت پر بہت سے ہندوستانی جو کہ فرانس اور جرمنی میں کام کرتے تھے برلن آ پہنچے۔ اس کے علاوہ جرمنی سرکار نے فرانس کے جیل میں مقید بہت سے فوجیوں کو رہا کر دیا۔ جن کو لے کر جرمنی میں ''آزاد ہندفوج'' کی تشکیل پورے نظم ونسق کے ساتھ عمل میں آئی اور برٹس ایمباسی بھون میں ''آزاد ہندفوج'' کا دفتر قائم کیا گیا۔

راس بہاری بوس نے جاپان میں رہ کر ہندوستان کی آزادی کی مہم مستحکم اور منظّم طریقے سے چلا رکھی تھی۔ ان کی دعوت پر 8/فروری 1943ء کو جرمنی سے آبدوز جہاز (پنڈ بکی) کے ذریعہ 3/مہینے کے مسلسل سفر کے بعد 6/مئی 1943ء کو نیتاجی جاپان پہنچے۔ وطن کو آزاد کرانے کے لیے جاپان سرکار سے امداد کی اپیل کی۔ جاپان میں انہوں نے انڈیپنڈنس لیگ اور انڈین نیشنل آرمی کی رہ نمائی کی ذمہ داری سنبھالی جسے مشرقی ایشاء میں رہنے والے ہندوستانیوں نے قائم کیا تھا۔ 1943ء کو سنگاپور میں بھی ان تنظیموں کی کمان سنبھالی تو ان کی سرگرمیوں میں کافی تیزی آ گئی اور انہوں نے مغرب میں ''جرمنی'' سے لے کر مشرق میں جاپان، برما تک پہنچے۔ سنگاپور میں ''آزاد ہندفوج'' کے ذریعہ ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ سنگاپور میں ''آزاد ہندفوج'' کے جلسے میں یہ اعلان کیا ''دلّی چلو'' 5/جولائی 1943ء کو سنگاپور کے ٹاون ہال کے وسیع میدان میں نیتاجی نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے اسے اپنی زندگی کا انتہائی قابل فخر دن قرار دیا تھا۔ اس روز انہوں نے ''آزاد ہندفوج'' کا بطور کمانڈر پہلی بار بھرپور جائزہ لیا اور جنگ کا اعلان کیا۔



21/ اکتوبر 1943ء کو سبھاش بوس نے عارضی طور پر سنگاپور میں ''آزاد بھارت سرکار'' کا اعلان کیا اور 21/اکتوبر 1943ء کو ہی سنگاپور کے ایک تاریخی اجلاس میں انہوں نے ''آزاد ہند'' کی حکومت کا اعلان کیا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ جاپان، جرمنی اور اٹلی سمیت نو ملکوں نے اس عبوری حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔ اس طرح 200/برسوں میں پہلی بار ہندوستان کے مجاہدین آزادی نے آزاد ملک کا مزہ چکھا۔ 22/ اکتوبر کو ہی نیتا جی نے آزاد ہند فوج کی ''رانی جھانسی ریجی مینٹ'' کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ یہ جنگجو دستہ ہندوستان کی جاں باز خواتین کا تھا۔ ایک مضبوط اکائی بن گئی جس کا بنیادی اصول تھا ''اتحاد، یقین اور قربانی''۔

18/اگست 1945ء کے ایک ہوائی جہاز نے تائکو ہوائی اڈہ سے سیگاؤں کے لیے پرواز شروع کیا تھا کہ 300/فٹ اوپر جا کر گر پڑا۔ اس میں آگ لگ گئی۔ سبھاش بوس اور حبیب الرحمٰن کسی طرح جہاز سے باہر نکل آئے لیکن دونوں کافی حد تک جل چکے تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ہلاک ہو گیئے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس حادثے سے بچ نکلے لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس منحوس تاریخ کے بعد نیتا جی کی عملی زندگی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔ نیتا جی سبھاش چندر بوس اور آزاد ہند فوج کی حب الوطنی، شجاعت اور قربانی کی داستان آج بھی ہندوستان کے کروڑوں دلوں کو گرماتی ہے۔

ہر سال 23 جنوری کو اہل اڈیشا کی جانب سے ان کی جایے پیدائش اڈیا بازار، کٹک میں اور ان کی مادر علمی راونشا کالجیٹ اسکول میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ان کی یاد میں تقریب منائی جاتی ہے۔ انھیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ ان کے وسیع و عریض مکان میں ''نیتا جی سیوا سدن'' نامی ایک زنانہ ہسپتال قائم تھا۔ اب وہاں نیتا جی میوزیم قائم ہے۔ جہاں ان کے استعمال کی تمام چیزیں، عکسی تحریریں اور تصویریں رکھی ہوئی ہیں۔ اڈیشا سرکار نے ان کے اعزاز میں 23/جنوری کو چھٹی کا دن قرار دیا ہے۔

1۔ لفظ و معنی

لفظ		معنی
جاں باز	:	بہادر۔جان پر کھیلنے والا۔سر ہتھیلی پر رکھنے والا
جدوجہد	:	کوشش۔سرگرمی۔محنت۔مشقت۔مسلسل کوشش
شفیق	:	مہربانی کرنے والا۔مہربان ہمدرد
اثنا	:	درمیان۔بیچ۔وقفہ۔دوران
استبداد	:	زبردستی۔ظلم و جور سے حکومت کرنا۔خودمختاری۔ضد۔ہٹ
نچھاور	:	قربان۔فدا
صعوبتیں	:	صعوبت کی جمع۔مصیبت۔دشواری۔تکلیف
ثمرہ	:	پھل۔انجام۔نتیجہ۔حاصل۔بدلہ۔عوض
حراست	:	گرفتاری۔حوالات۔نگہبانی۔نگرانی۔پاسبانی
منحوس	:	برا۔بدقسمت۔بدنصیب
تعاون	:	ایک دوسرے کی مدد کرنا
نظم و نسق	:	انتظام، بندوبست
منظّم	:	وہ چیز جو انتظام کے ساتھ ہو۔متفق۔اکٹھا
عبوری حکومت	:	عارضی حکومت۔عارضی طور پر قائم ہونے والی حکومت
جنگجو دستہ	:	لڑنے والی فوج کا ایک حصہ
وسیع و عریض	:	کشادہ۔چوڑا
ریاضی داں	:	حساب جاننے والا
جاں فشانی	:	محنت، کڑی محنت
منہدم	:	گرا دینا۔توڑ دینا۔ختم کر دینا
مستحکم	:	مضبوط۔پائدار۔پکا
افتتاح	:	شروع۔کسی کام یا جلسے وغیرہ کی ابتدا
تزک و احتشام	:	شان و شوکت

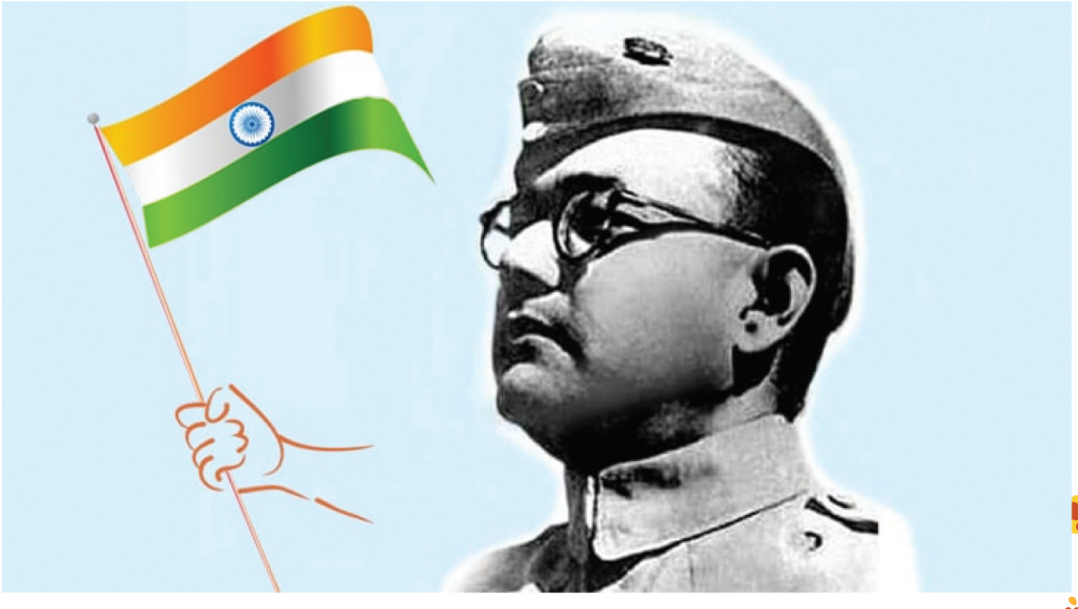
2۔ نیچے لکھی عبارت کو غور سے پڑھیے:

☆ نیتا جی ملک کی آزادی پر جان دینے والا ایسا ستارہ ہے جو کبھی غروب نہیں ہوگا۔ گرچہ اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ہر ہندوستانی کے دل میں بستے ہیں۔

☆ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو مر کر بھی زندہ ہوتی ہیں ان میں خاص طور پر نیتا جی سبھاش چندر بوس ہیں جو مر کر بھی زندہ ہیں۔

☆ نیتا جی سبھاش چندر بوس اور آزاد ہند فوج کی حب الوطنی، شجاعت اور قربانی کی داستان آج بھی ہندوستان کے کروڑوں دلوں کو گرماتی ہے۔ ہر سال 23 جنوری کو اہل اڈیشا کی جانب سے ان کی جایے پیدائش میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ان کی یاد میں یوم پیدائش کی تقریب منائی جاتی ہے۔ انھیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

☆ مذکورہ عبارت نیتا جی کی شخصیت کو اجاگر کرتی ہے۔ جس میں خاکے کی خصوصیات موجود ہے۔ خاکہ اردو ادب کی ایک صنف ہے اس میں کسی شخصیت کی قلمی تصویر کشی کی جاتی ہے اور اس کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں آپ بھی اپنی پسندیدہ شخصیت کا خاکہ لکھیے۔



3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) نیتا جی نے اپنا تاریخی مارچ کس ملک سے شروع کیا اور کس راستے سے ہوتے ہوئے اپنی فوج کے ہمراہ ہندوستان میں داخل ہوئے؟

(ii) گاندھی جی اور نیتا جی کی پالیسی (حکمت عملی، منصوبہ سازی) میں کیا فرق تھا؟

(iii) نیتا جی کا سب سے بڑا کارنامہ ''آزاد ہند فوج'' کی ابتدا کیسے ہوئی؟

(iv) نیتا جی نے کس کے ساتھ مل کر آزادی کے لیے مہم چلانے کا فیصلہ کیا؟ کس سن اور کس اجلاس میں کیا؟

(v) کس سن اور کس مقام میں آزاد بھارت کا مرکز قائم کیا گیا اور آزاد ہند فوج کا پہلا اجلاس کہاں اور کس سن میں ہوا؟

(vi) نیتا جی کی اس جدوجہد میں شانہ بشانہ کون رہا اور آخر دم تک کس نے ساتھ دیا؟

(vii) نیتا جی سبھاش بوس کب اور کہاں پیدا ہوئے تھے؟

(viii) ان کی ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی؟

(ix) گاندھی جی سے نیتا جی کی کب اور کہاں ملاقات ہوئی؟

(x) انگلینڈ میں نیتا جی کی آئی سی ایس میں کامیابی کے بعد کیوں تہلکہ مچ گیا؟

(xi) 1930ء کے کس چناؤں میں نیتا جی نے شاندار جیت حاصل کی؟

(xii) آزاد ہند فوج کب قائم ہوئی تھی اور اسے نیتا جی کا بڑا کارنامہ کیوں کہا جاتا ہے؟

(xiii) نیتا جی انڈین نیشنل کانگریس کے صدر کی حیثیت سے کب منتخب ہوئے؟

(xiv) نیتا جی نے آزادی کے لیے بیرونی ممالک کے سفر کا ارادہ کیوں کیا؟

(xv) نیتا جی کی عملی زندگی کا خاتمہ کس طرح ہوا؟

(xvi) نیتا جی میوزیم کس جگہ قائم ہے اور 23/جنوری ایک یادگار دن کیوں ہے؟

4۔ نیچے دیے گیے الفاظ کی ضد (الٹا) لکھیے:

(i) بہادر _____ (ii) آزادی _____

(iii) کامیاب _____ (iv) عزت _____

(v) مضبوط _____

5۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے واحد لکھیے اور انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

نمبر	جمع	واحد	جملوں میں استعمال
(i)	افواج		
(ii)	طلباء		
(iii)	افکار		
(iv)	القاب		
(v)	خواتین		
(vi)	چیزیں		
(vii)	تصاویر		

6۔ خالی جگہوں میں صحیح لفظ لکھ کر عبارت کو مکمل کیجیے:

(عہدہ، خون دو، اہنسا، انڈین نیشنل، پالیسی، تنظیم، آزادی، سبھاش بوس، حیثیت، استعفیٰ)

1938ء میں.....کانگریس کے صدر کی.....سے منتخب ہوئے۔ لیکن 29 /اپریل 1939ء کو.....نے کانگریس کے صدر کے اس.....سے.....دے کر فروارڈ بلاک کے نام سے ایک الگ.....کی بنیاد ڈالی۔ گاندھی جی کی.....پالیسی یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو سکے .....کے ذریعہ.....حاصل کی جائے۔ مگر نیتا جی کا اعلان تھا کہ تم مجھے.....میں تمہیں آزادی دوں گا۔

7۔ ''اعلیٰ تعلیم'' مرکب لفظ ہے دونوں الفاظ میں سے ایک لفظ دوسرے لفظ کی کیفیت وخصوصیت بیان کر رہا ہے۔لہذا جس لفظ کے ذریعہ کیفیت وخصوصیت بیان کی جارہی ہے وہ صفت ہے۔اور جس لفظ کی کیفیت و خصوصت بیان کی جارہی ہے اسے موصوف کہتے ہیں۔اسی طرح کے الفاظ کو مرکب توصیفی کہا جاتا ہے۔

ذیل میں دیے گیئے مرکب توصیفی الفاظ سے موصوف اور صفت کو الگ الگ لکھیے اور ان کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

نمبر	مرکب الفاظ	موصوف	صفت	جملوں میں استعمال
(i)	آزاد ہند			
(ii)	وسیع میدان			
(iii)	پاکیزہ طبیعت			
(iv)	اعلیٰ ذہانت			
(v)	گہری لگن			
(vi)	مضبوط ارادے			

8۔ تخلیقی اظہار:

جب نیتا جی کو غلامی پسند نہیں آئی تو استعفیٰ دے کر ہندوستان واپس آ گئے اور جدوجہد مسلسل سے آزاد ہند مہم میں نمایاں کردار ادا کر کے مجاہد آزادی بن گیے تو آپ بھی اپنی ایسی صلاحیت کے بارے میں لکھیے جس کے ذریعہ آپ کسی اہم کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہوں۔

9۔ عملی کام:

☆ 23 رجنوری نیتا جی سبھاش چندر بوس کا یوم پیدائش ہے۔اس موقع پر ان کی یاد میں آپ کے اسکول میں کون سے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ان کی تفصیل رپورٹ کی شکل میں تحریر کیجیے۔

☆☆☆

جدید ٹیکنالوجی

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی

'ڈیجیٹل' لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''انگلی'' اور انگلی ہی صدیوں سے گنتی کرنے میں استعمال ہوتی رہی ہے۔ ہم آج بھی اپنی انگلیوں اور انگلیوں کے پوروں پر گنتی کرتے ہیں۔ اسی سے لفظ ''ڈیجٹ'' بنا جس کو ہم اردو میں ہندسہ کہتے ہیں۔ ہندسے اگرچہ لامحدود ہیں لیکن ان کی مدد سے چیزوں کو گننے اور ان کا حساب رکھنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ اسی لیے وقت کو بچانے کے لیے گنتی کرنے والی مشینیں ایجاد ہوئیں۔ لیکن ان کی بھی رفتار ہلکی تھی اور وہ صرف گنتی کرسکتی تھیں، کسی زبان کے حروف کو جمع کر کے جُملے بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھیں۔ اس مسئلے کا حل ایسے نکلا کہ صرف دو اعداد یعنی صفر اور ایک (0,1) کے ایسے کوڈ بنائے گئے جن سے زبان کے حروف بھی لکھے جا سکتے تھے۔ جیسے انگریزی کے A کا کوڈ 0110001 ہے۔ ان کوڈوں میں چوں کہ صرف دو عدد استعمال ہوتے تھے اس لیے ان کو ''بائنری کوڈ'' یعنی دو اعداد پر مشتمل کوڈ کہا گیا۔ اس کوڈ کے بننے کے بعد ہی کمپیوٹر بننے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 1970 کے آس پاس ہماری میزوں پر کمپیوٹر آ پہنچا اور ایک نئے انقلاب کی شروعات ہوگئی۔

آہستہ آہستہ ٹائپ رائٹر کی جگہ کمپیوٹر نے لے لی۔ اب خط و کتاب اور ہر طرح کی لکھائی کمپیوٹر پر کی جانے لگی۔ اس کے اسکرین پر لکھا ہوا دکھائی بھی دیتا تھا اور پرنٹ کر کے ایک صفحے کی کئی کاپیاں بھی بنائی جاسکتی تھیں۔



پھر ورلڈ وائڈ ویب (World Wide Web) جسے ہم انٹرنیٹ بھی کہتے ہیں، کی شروعات ہوئی۔ ہماری تحریریں کمپیوٹر کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسرے جگہ ماؤس کی ایک کلک پر بھیجی جانے لگیں۔ اسی طرح تصویر اور آواز کو بھی اسی بائنری کوڈ میں تبدیل کر کے بھیجا جانے لگا۔ اس کوڈ یا ڈیجیٹل طریقے کو استعمال کرنے کا ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں نہ تو تحریر خراب ہوتی ہے اور نہ ہی آواز۔

بٹ، کمپیوٹر میں استعمال کیا جانے والا اور جمع ہونے والا سب سے چھوٹا بائنری ڈیجٹ ہوتا ہے۔ بہت سارے بٹ جمع ہو کر ''بائٹ'' بناتے ہیں۔ جس طرح کسی مالا میں موتی پرو دیے جاتے ہیں اسی طرح ''بائٹ'' میں بٹ کی ایک ایسی قطار ہوتی ہے جس کو کمپیوٹر پیغام کا ایک حصہ سمجھ کر اس پر کام کرتا ہے۔ جس طرح کسی مالا میں 100 یا ہزار دانے ہوتے ہیں اسی طرح 1 کلو بائٹ (KB) میں ایک ہزار چوبیس بائٹ اور ایک میگا بائٹ (MB) میں دس لاکھ اور ایک گیگا بائٹ (GB) میں تقریباً 1 ارب بائٹ ہوتی ہیں۔ بعد میں یہ کام مائیکرو چپ یا کمپیوٹر چپ کے ذریعہ ہونے لگا۔ ڈاٹا کارڈ میں صرف معلومات جمع کی جاتی تھیں جب کہ چپ کے ذریعے اور بھی بہت سے کام کیے جا سکتے ہیں۔







کمپیوٹر جسے آپ نے اپنے اسکول یا دفتر میں دیکھا ہوگا یا لیپ ٹاپ کی شکل میں ایک کتاب جیسا دیکھا ہوگا، یہ تو کمپیوٹر کی پرانی اور عام شکل ہے۔ آج کمپیوٹر ہماری زیادہ تر مشینوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے کپڑے دھونے کی مشینیں، مائیکرو ویو، ریفریجریٹر، کاریں، ہوائی جہاز، پانی کے جہاز اور ریل گاڑیاں غرض ہر ایک میں کمپیوٹر پروگرام چلتے ہیں۔ ان سب میں ان کے کاموں کو کنٹرول کرنے والے کمپیوٹر لگے ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اب ان کو ہم دور بیٹھے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ ہماری سڑک کی لائٹیں اب شام کو اندھیرا ہوتے ہی خود جلنے لگتی ہیں۔ آپ نے بہت سی جگہوں پر خودکار (آٹو میٹک) دروازے دیکھے ہوں گے جو آپ کے وہاں پہنچتے ہی خود کھُل جاتے ہیں اور آپ کے اندر جانے پر بند ہو جاتے ہیں۔ کچھ دروازوں پر ڈیجیٹل تالے ہوتے ہیں جو مخصوص کوڈ سے کھلتے ہیں۔ بہت اہم جگہوں پر ایسے دروازے لگائے جاتے ہیں جن کو کھولنا کسی دوسرے کے لیے ناممکن ہوتا ہے۔

انٹرنیٹ کے ساتھ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے۔ اسی کے ساتھ سائبر سیکورٹی بھی ایک چیلنج ہے جس میں ڈیجیٹل حملوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ سائبر سیکورٹی کا کام کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، اسمارٹ فون وغیرہ کو سائبر حملوں سے محفوظ رکھنا ہے تاکہ اس کے استعمال سے ہم کسی دھوکہ دھڑی کا شکار نہ ہوں۔

اب آپ کو پیسے نکالنے کے لیے ہمیشہ بینک نہیں جانا پڑتا بلکہ جگہ جگہ لگی ہوئی اے ٹی ایم سے آپ پیسے نکال سکتے ہیں۔ یہ بھی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے چلتی ہیں اور اُسی کی مدد سے محفوظ رہتی ہیں۔ جب آپ سڑک پر جا رہے ہوں تو سگنل اپنے آپ لال یا ہرا ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ بھی اسی ٹیکنالوجی کی مدد سے خودکار طریقے سے کام کرتا ہے۔



کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سونے پہ سہاگہ کی مثال ہیں۔ اب آپ کمپیوٹر یا اسمارٹ فون پر کسی بھی طرح کی معلومات پلک جھپکتے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔ اسمارٹ فون بھی ایک چھوٹا سا کمپیوٹر ہی ہے۔ اس سے آپ تصویر کھینچ سکتے ہیں اور انٹرنیٹ کی مدد سے اسے کہیں بھی بھیج سکتے ہیں۔ موسیقی سن سکتے ہیں اور دوسروں سے شیئر کر سکتے ہیں۔ ای۔میل (E-mail) کے ذریعے آپ کہیں بھی خط بھیج سکتے ہیں۔ درخواست جمع کر سکتے ہیں اور اپنے کاغذات کی کاپی روانہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بینک سے لین دین بھی کر سکتے ہیں۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے لائبریری کے میدان میں بھی انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اب آپ دور دراز کی کسی بھی لائبریری میں کون کون سی کتابیں ہیں، گھر بیٹھے اپنے کمپیوٹر یا موبائل پر تلاش کر سکتے ہیں۔ جو کتابیں الیکٹرانک شکل میں ہوتی ہیں اُن کو ''ای۔ بک'' کہتے ہیں۔ ان کو آپ انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے موبائل، ٹیب یا کمپیوٹر پر پڑھ سکتے ہیں۔ اس ڈیجیٹل دور میں ہماری روزمرہ کی سرگرمیاں جیسے ترسیل و ابلاغ، سماجی نیٹ ورکنگ، بینکنگ، خرید و فروخت، تعلیم اور نقل و حمل وغیرہ آن لائن لین دین سے انجام پاتے ہیں۔ اسی طرح اسمارٹ فون میں موجود ایپ کی مدد سے ہم کسی بھی کام کو کہیں سے بھی کر سکتے ہیں مثال کے طور پر

ٹیلی فون اور بجلی کی بل ادائیگی، ہوائی جہاز، ریلوں اور بسوں کے ٹکٹ خریدنا وغیرہ۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے جہاں بے شمار فائدے ہیں وہیں کچھ خطرات بھی ہیں۔ کوئی شخص خاموشی سے آپ کے کمپیوٹر یا موبائل کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اپنے کمپیوٹر پر ایسے ''وائرس'' پروگرام بناتا ہے کہ وہ آپ کے سسٹم میں آ کر اس پر قبضہ کر لیتا ہے اور اس کی معلومات چرا لیتا ہے۔ اس کو ہیکنگ کہتے ہیں۔ اگر ہم کمپیوٹر یا موبائل کو احتیاط سے استعمال کریں تو نقصان سے بچ سکتے ہیں۔

موجودہ ڈیجیٹل عہد میں ہم مختلف قسم کے سوشل میڈیا پلٹ فارم کا استعمال کرتے ہیں جیسے گوگل، ایکس (سابقہ ٹوئٹر)، فیس بک، انسٹاگرام اور یوٹیوب وغیرہ۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی میں فوری پیغامات کی ترسیل کے لیے ای۔میل اور سیل فون پر گفتگو تو کافی دنوں سے جاری ہے مگر آج زمانہ ویڈو کانفرنسنگ تک پہنچ چکا ہے۔ آج ہم ویڈو کالنگ کے ذریعے ایک ہی وقت میں بہت سارے لوگوں سے تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے ہماری روزمرہ زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا ہے۔

1۔ لفظ و معنی:

لفظ		معنی
انقلاب	:	تبدیلی۔الٹ پلٹ۔کایاپلٹ
ہندسہ	:	عدد۔گنتی
خودکار	:	آٹومیٹک۔خود بخود کام کرنے والا۔روبٹ
سونے پہ سہاگہ	:	ایک محاورہ۔خوبصورت چیز پر مزید خوبصورتی پیدا کرنا
ترسیل وابلاغ	:	کومونی کیشن۔ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام یا خبر پہنچانا
نقل وحمل	:	سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا
ڈیجٹ	:	ہندسہ۔عدد۔گنتی
رفتار	:	چال۔تیز چلنا
ماؤس	:	ایک ایسا آلہ جو کمپیوٹر کے استعمال میں بہت زیادہ کام آتا ہے
بائنری کوڈ	:	دو عدد پر مشتمل کوڈ
لاطینی	:	رومی زبان۔قدیم زبان
کمپیوٹر	:	برقیاتی مشین
پرنٹ میڈیا	:	کسی خبر یا رائے یا فکر کو دوسروں تک پہنچانا۔
ورلڈ وائڈ ویب	:	معلوماتی حاصل کرنے کا ایک بین الاقوامی ذریعہ
ڈاٹا کارڈ	:	معلوماتی چیز کو جمع کرنا
انٹرنیٹ	:	یہ ایک ایسا آلہ ہے جس میں ہم وہ ساری چیزیں حاصل کر سکتے ہیں جو ہماری سونچ سے اوپر ہو۔
ٹائپ رائٹر	:	لکھنے کا عمل۔چھپائی یا لکھائی
ریموٹ کنٹرول	:	یہ ایک برقیاتی آلہ ہے جو برقی آلات کو دور سے قابو کر لیتا ہے
ای میل	:	ایسے ڈاک کو کہتے ہیں جو انٹرنیٹ کے ذریعے بھیجی جائے
آلہ	:	ہتھیار

لفظ		معنی
ای۔بک	:	جو کتابیں الیکٹرانک شکل میں ہوتی ہے
سگنل	:	علامت۔اشارہ
آٹومیٹک	:	خودکار۔خود بخود کام کرنے والا
بٹ/بائٹ	:	100 سے زیادہ دیگر زبانوں کے درمیان الفاظ
ایک کلوبائٹ(KB):		ایک ہزار چوبیس بائٹ(1024)
میگا بائٹ(MB):		دس لاکھ بائٹ
گیگا بائٹ(GB):		ایک ارب بائٹ
وائرس	:	ایک چھوٹا سا مادہ جو بیماری پیدا کرتا ہے۔انفیکشن
سوشل میڈیا	:	جس سے آپ دوسرے لوگوں سے ربطہ کر سکتے ہیں

2۔غور کیجیے:

دور حاضر کو ہم ڈیجیٹل دور بھی کہہ سکتے ہیں یہ ایک ایسا دور ہے جہاں تقریباً اکثر چیزیں انسان کی انگلیوں کے اشارے سے چلتی ہیں۔ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی حاصل کر لی ہے کہ سب کچھ ڈیجیٹلائزد ہو چکی ہیں۔موبائل فون لیپ ٹاپ،ٹیبلیٹ،کمپیوٹر وغیرہ ایسے آلات ہیں جن کی مدد سے ہم گھر بیٹھے بیٹھے کوئی بھی کام انجام دے سکتے ہیں۔آج ٹیکنالوجی کی مدد سے انسان چاند سے لے کر سمندر کی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے۔ٹیکنالوجی نے ہماری زندگی کو آسان بنا دیا ہے یہ زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے چاہے تعلیمی شعبہ ہو طبی شعبہ ہو،کارخانہ ہو،بینک ہو،ڈاکخانہ ہو،ہوائی وٗجہاز ہو،ریلوے ہو بلکہ ہر دفتر میں اس کی ضرورت پڑتی ہے ۔ڈیجیٹل دور نے ہمیں آسانی فراہم ضرور کی ہے تو دوسری طرف ہمیں کاہل اور سست بھی بنا دیا ہے۔بہر حال ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک فائدہ دوسرا نقصان جس کا دارومدار اس چیز کے استعمال پر ہے۔بہر حال ٹیکنالوجی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہمیں اس کا صحیح استعمال کرنا ہوگا تب ہی یہ ہماری کامیابی کا باعث بنے گا۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) بائنری کوڈ کسے کہتے ہیں؟

(ii) کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی مدد سے آپ اور کیا کیا کام لے سکتے ہیں؟

(iii) اپنے کمپیوٹر اور مبائل کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا کیوں ضروری ہے؟

(iv) ڈاٹا کارڈ اور چپ میں کیا فرق ہے؟

(v) ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے لائبریری کو کیا کیا فائدہ ملا ہے اپنی یاد سے لکھیے؟

(vi) ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے خطرات کیا کیا ہیں؟

(vii) فوری خبر پہنچانے کے لیے کس چیز کا استعمال کیا جاتا ہے؟

(viii) کمپیوٹر کی اصطلاح میں کلوبائیٹس کس کو کہتے ہیں؟

(ix) ڈیجیٹل تالے کیسے کھولے جاتے ہیں؟

(x) ای۔بک کسے کہتے ہیں؟

4۔ خالی جگہوں کو پر کیجیے:

(i) کسی مالا میں .....دانے ہوتے ہیں۔

(ii) ایک کلوبائٹ (KB) میں ..... بائٹ ہوتا ہے۔

(iii) .....(MB) دس لاکھ دانے ہوتے ہیں۔

(iv) ایک گیگا بائٹ (GB) میں تقریباً..... بائٹ ہوتی ہیں۔

(v) ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے لائبریری کے میدان میں بھی.....برپا کر دیا ہے۔

(vi) .....کے ذریعے آپ کہیں بھی خط بھیج سکتے ہیں۔

(vii) جو کتابیں الکٹرانک شکل میں ہوتی ہے اسے.....کہتے ہیں۔

5۔ درج ذیل درست جملے کے سامنے (✓) اور غلط جملے کے سامنے (x) کا نشان لگائیے:

(i) ٹیکنالوجی کو اردو میں عدد کہتے ہیں۔ ( )

(ii) بٹ کمپیوٹر میں استعمال ہونے والا سب سے چھوٹا بائنیری ڈیجٹ ہے۔ ( )

(iii) ایک گیگا بائٹ (GB) میں تقریباً ہزار دانے ہوتے ہیں۔ ( )

(iv) جو کتابیں الیکٹرانکس شکل میں ہوتی ہیں ان کو ای میل کہتے ہیں۔ ( )

(v) کوئی شخص خاموشی سے آپ کے کمپیوٹر یا موبائل کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ ( )

6۔ کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' کے لفظوں کے صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
(i) ٹائپ رائٹر	پھیلانا
(ii) ڈیجٹ	ہتھیار
(iii) کمپیوٹر	گنتی
(iv) آلہ	معلوماتی چیز کو جمع کرنا
(v) ڈیجیٹل	الٹ پلٹ
(vi) خودکار	برقی مشین
(vii) شئیر	آٹو میٹک
(viii) انقلاب	چھپائی یا لکھائی
(ix) ڈاٹا کارڈ	ایسا خط جو انٹرنیٹ کے ذریعہ بھیجا جائے

7۔ ذیل کے الفاظ کی ضد بتائیے:

(i) رفتار ..... (ii) تحریر .....

(iii) قطار ..... (iv) شروع .....

(v) فائدہ ..... (vi) فروخت .....

(vii) اندھیرا ..... (viii) دنیا .....

(ix) زبان ..... (x) صبح .....

8۔ درج ذیل جملوں کو صحیح ترتیب سے سجائیے:

(i) ٹائپ رائٹر کی/ آہستہ آہستہ/ جگہ لے لی/ کمپیوٹر نے

(ii) انٹرنیٹ بھی/ ورلڈ وائڈ ایب/ کہتے ہیں/ جسے

(iii) ایک چھوٹا سا/ کمپیوٹر/ اسمارٹ فون بھی/ ہے

(iv) ذریعہ آپ کہیں بھی/ خط /ای۔میل کے/ سکتے ہیں/ بھیج

(v) ویڈیو کانفرسنگ/ مگر آج زمانہ/ پہنچ چکا ہے/ تک

9۔ محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) سونے پہ سہاگہ :.....

(ii) انقلاب برپا کرنا :.....

(iii) آٹے میں نمک ہونا :.....

(iv) چار چاند لگنا :.....

(v) عقل دنگ ہونا :.....

10۔ ذیل میں دیے گئے الفاظ کے جمع بتائیے:

(i) انگلی ..... (ii) وقت .....

(iii) عدد ..... (iv) تحریر .....

(v) دفتر ..... (vi) شکل .....

(vii) مدد ..... (viii) خطرہ .....

(ix) قسم ..... (x) دن .....

11۔۔ذیل میں دیے گئے الفاظ کے واحد بتائیے:

(i) صدیوں		(ii) حروف	
(iii) خطوط		(iv) شروعات	
(v) مشینیں		(vi) کتب	
(vii) معلومات		(viii) امتخاص	
(ix) خیالات		(x) تصاویر	

12۔ درج ذیل الفاظ کے مذکر اور مؤنث کی نشاندہی کرکے خالی خانوں میں لکھیے :

	مذکر		مونث
(i) انقلاب		زبان	
(ii) قطار		رفتار	
(iii) ترسیل		ساحل	
(iv) تعلیم		درخواست	
(v) سگنل		کمپیوٹر	
(vi) ٹیلی فون		ٹائپ رائٹر	
(vii) بجلی		پیغام	
(viii) مبائل فون		دنیا	
(ix) لائٹین		ریل گاڑی	

13۔املا درست کیجیے:

(i) تالیم		(ii) خترہ	
(iii) تسویر		(iv) مالوم	
(v) حوروف		(vi) جرورت	
(vii) متابق		(viii) پیگام	
(ix) ڈیزی ٹال		(x) جیان	

14۔عملی کام:

☆ کمپیوٹر کے ذریعہ لیے جانے والے کم ازکم پانچ آلات کے بارے میں تفصیل سے لکھ کر اپنی کاپی کو اپنے استاد کو دکھائیے۔

☆ زمانۂ حال میں کمپیوٹرائزڈ کسی ایک چیز کی تصویر اپنی کاپی میں چسپا کر کے اس کے بارے میں کچھ لکھیے۔

☆☆☆

پھول کی فریاد

شوقؔ قدوائی

کیا خطا میری تھی ظالم تو نے کیوں توڑا مجھے
کیوں نہ میری عمر تک شاخ پر چھوڑا مجھے

جانتا گر اس ہنسی کے دردناک انجام کو
میں ہوا کے گدگدانے سے نہ ہنستا نام کو

شاخ نے آغوش میں کس لطف سے پالا مجھے
تو نے ملنے کے لیے بستر پہ ہے ڈالا مجھے



میری خوش بو سے بسائے گا بچھونا رات بھر
صبح ہوگی تو مجھے تو پھینک دے گا خاک پر

پتیاں اڑتی پھریں گی منتشر ہو جائیں گی
رفتہ رفتہ خاک میں مل جائیں گی کھو جائیں گی

تو نے میری جان لی دم بھر کی زینت کے لیے
کی جفا مجھ پر فقط تھوڑی سی فرحت کے لیے

جس کی رونق تھا میں بے رونق وہ ڈالی ہو گئی
حیف ہے بچے سے ماں کی گود خالی ہو گئی

تتلیاں بے چین ہوں گی جب نہ مجھ کو پائیں گی
غم سے بھونرے روئیں گے اور بلبلیں چلائیں گی





دودھ شبنم نے پلایا تھا ملا وہ خاک میں
کیا خبر تھی یہ کہ ہے بے رحم گل چیں تاک میں

مہر کہتا ہے مری کرنوں کی سب محنت گئی
ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی

دیدۂ حیراں ہے کیاری باغباں کے دل پہ داغ
شاخ کہتی ہے کہ ہے ہے گل ہوا میرا چراغ

میں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگ جوانی دہر میں

شوقؔ کیا کہتے ہیں سن لے تو سمجھ لے مان لے
دل کسی کا توڑنا اچھا نہیں تو جان لے

1۔ لفظ و معنی

لفظ		معنی
خطا	:	قصور۔غلطی
زینت	:	خوب صورتی
فرحت	:	خوشی
گل چیں	:	پھول توڑنے والا
مہر	:	سورج۔آفتاب
دہر	:	زمانہ۔دنیا
جفا	:	ظلم
ماہ	:	چاند
مرگ	:	موت۔ختم ہونے والی
حیف	:	افسوس
انجام	:	خاتمہ۔آخر
خاک	:	مٹی
گدگدانا	:	جسم کا وہ حصہ جس کو چھونے سے ہنسی آجائے
فانی	:	موت
گل	:	پھول
مالی	:	باغ کا دیکھ بھال کرنے والا۔باغبان
دیدۂ حیراں	:	تعجب کی نگاہ سے دیکھنا
منتشر	:	پھیلنا۔بکھرنا۔''انتشار'' سے بنا ہے
رونق	:	اجالا۔پُرنور
آغوش	:	گود، دامن
بے آب	:	پانی کے بغیر۔آب کی ضد
رفتہ رفتہ	:	آہستہ آہستہ

2۔غور سے پڑھیے:

☆ اس نظم میں پھول کی مظلومیت کو واضح کیا گیا ہے اور گل چیں کی بے رحمی کا اظہار کیا گیا ہے۔

☆ ہمیں اس سبق سے معلوم ہوا کہ کسی کے دل کو توڑنا یا دل دکھانا یعنی کسی کے دل کو تکلیف پہنچانا بری بات ہے۔

☆ اقتباس سے یہ بھی پتہ چلا موت ایک تلخ حقیقت ہے جو بھی دنیا میں آیا ہے اس کو فنا ہونا ہے۔ مگر جوانی کی موت کا صدمہ قیامت سے کم نہیں۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) پھول کس بات کی فریاد کر رہا ہے؟

(ii) پھول اپنی پوری عمر کہاں پر رہنا چاہتا ہے؟

(iii) چمن میں پھول کی جدائی کا رنج کس کس کو ہوتا ہے؟

(iv) چمن سے جدا ہونے کے بعد پھول کا انجام کیا ہوتا ہے؟

(v) پھول کو انسان کس کس طرح سے استعمال میں لاتا ہے؟

(vi) صبح ہوئی تو پھول کو کہاں پھینک دیا گیا؟

(vii) پھول بڑے لطف سے کس کی آغوش میں پلا بڑھا؟

(viii) پھول کو شاخ میں نہ پا کر کون بے چین ہوں گی؟

(ix) شبنم پھول کو کیا پلایا تھا؟

(x) دنیا میں جوانی کی موت کیا ہے؟

4۔ خالی جگہوں کو پُر کر کے مصرعہ مکمل کیجیے :-

(i) کیا خطا میری تھی ظالم تو نے .....

(ii) کیوں نہ میری عمر تک شاخ پر .....

(iii) شاخ نے آغوش میں کس لطف سے .....

(iv) تو نے ملنے کے لیے بستر پہ ہے .....

(v) حیف ہے بچے سے ماں کی .....

(vi) جس کی رونق تھا میں بے رونق .....

(vii) میں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں .....

(viii) اک قیامت ہے مگر مرگ .....

5۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے :-

(i) شاخ :.....

(ii) دودھ :.....

(iii) فانی :.....

(iv) آغوش :.....

(v) قیامت :.....

6۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے :

زینت | چاند | گل | خطا | خاک | گود | دل | انجام | شوق | قیامت

مذکر					
مؤنث					

7۔ ذیل کے الفاظ کی ضد بتائیے:

(i) ظلم :..... (ii) خوشی :.....

(iii) انجام :..... (iv) رات :.....

(v) صبح :..... (vi) جفا :.....

(vii) فانی :..... (viii) جوانی :.....

(ix) رحم :..... (x) جاری :.....

8۔ املا درست کیجیے:

(i) فرست:..... (ii) جالم :.....

(iii) کھاک:..... (iv) چِراگ :.....

(v) صربت:..... (vi) گم :.....

(vii) باگباں:..... (viii) باگ :.....

(ix) کیامت:..... (x) مہنت :.....

9۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں سے جو جمع ہو اسے واحد اور جو واحد ہو اسے جمع بنا کر آسان جملے بنائیے:

(i) پتیاں .....

(ii) خطا .....

(iii) بچھونا .....

(iv) تتلیاں .....

(v) بلبل .....

(vi) بھونرے .....

10۔عملی کام:

☆ تتلیاں بھونرے۔مہر وماہ۔باغباں۔شاخ۔ان سبھوں نے پھول کی شاخ سے جدا ہونے پر کس طرح سے اپنے اپنے غم وافسوس کا اظہار کیا۔آپ بھی اپنی زبان میں اردو کی کاپی میں خوش خط لکھ کر اپنے استاد کو دیکھائیے۔

☆ چاند،سورج،ستارے اور چند پھولوں کی تصوریں بنا کر اپنی کاپی میں چسپاں کر کے اپنے استاد کو دکھائیے۔

☆☆☆



شہر کٹک

ڈاکٹر حفیظ اللہ نیول پوری

کٹک اڈیشا کا بہت قدیم شہر ہے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ شہر اڈیشا کی مشہور و معروف مہاندی کے کنارے واقع ہے۔ شمال میں مہاندی سے لے کر جنوب میں کاٹھ جوڑی تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں جنوبی مشرقی ریلوے شہر کٹک سے ہو کر گزرتی ہے۔ اس کے علاوہ کلکتہ سے مدراس تک کی گرینڈ ٹرنک روڈ بھی کٹک کی راہ سے گزرتی ہے۔ یہ سڑک کٹک میں مہاندی کو ہندوستان کے طویل پل ''مہاندی برج'' کے ذریعہ عبور کرتی ہے۔ ان تمام سہولتوں کی بنا پر زمانہ قدیم سے کٹک اڈیشا کی راجدھانی رہا۔ کٹک کے شمال میں چودوار اور جنوب میں سارنگ گڑھ کے مسمار قلعوں کا نشان اب بھی باقی ہے۔ چودوار کا قلعہ بروپاندی کے بائیں ساحل پر اور سارنگ گڑھ کا قلعہ کاٹھ جوڑی ندی کے داہنے ساحل پر واقع ہے۔ زمانہ قدیم سے شاہراہوں کی سہولت کے پیش نظر کٹک کو کافی تجارتی اہمیت بھی حاصل رہی ہے۔

سنسکرت میں کٹک کے معنیٰ قلعہ، دارالسلطنت یا سرکاری مرکز کے ہیں جو فوجی حفاظت میں ہو۔ اڈیشا کے تخت پر ترہویں صدی کے اوائل میں اننگ بھیم دیو قابض ہوا۔ اس دور میں شمال کی جانب سے مسلمان حکمرانوں کی یورش کی خوف سے اننگ بھیم کو اپنے ملک کی حفاظت کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے دارالسلطنت کے لیے عظیم مہاندی اور کاٹھ جوڑی سے محصور خطۂ ارض کو منتخب کیا۔ یہ جگہ حفاظتی نقطۂ نظر سے بے مثال تھی۔ اننگ بھیم دیو نے اپنی راجدھانی کا نام ''وارناسی کٹک'' رکھا۔



انگ بھیم دیو کے بعد اس کا لڑکا نرسنگھ دیو اول 1238ء میں اڈیشا کے تخت پر قابض ہوااور 1243ء سے 1246ء تک بنگال کے لکشمناتی کے سلاطین سے برسر پیکار رہا۔کونارک کا عظیم سوریہ مندر جو غالباً بنگال کے سلطان کے ساتھ جنگ کے بعد ہی تعمیر ہوا تھا نرسنگھ دیو اول کا ایک عظیم کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔نرسنگھ دیو کی کل کارکردگی کا مرکز اڈیشا کا دارالسلطنت ''ابھی نووارانسی کٹک'' ہی تھا۔اڈیشا کے تخت پر فیروز شاہ تغلق اور اس کے بعد حسین شاہ بھی کچھ عرصہ تک قابض رہے۔لیکن بھانو دیو کے سپہ سالار کپلندر دیو نے 1434ء میں اڈیشا کے تخت پر قبضہ کرلیا۔بعد میں کپلندر دیو نے خود کو ایک عظیم حکمران ثابت کیا۔اس نے نہ صرف اپنے دور حکومت میں داخلی امن وتحفظ بدرجۂ اتم قائم کیا بلکہ دور دراز جنوبی ہند کے علاقوں پر بھی قبضہ کرتا چلا گیا اور مسلم سلاطین کے حملوں سے بھی اڈیشا کو بچائے رکھا۔اس ضمن میں خود کپلندر دیو کا تصنیف کردہ ایک ایکٹ کا سنسکرت ڈرامہ ''پرسورام وجے'' قابل ذکر ہے۔اس کے علاوہ کپلیندر دیو کے عہد حکومت میں اڈیا زبان کے اولین شاعر اعظم سارلا داس نے مکمل مہابھارت کو اڈیا میں نظم کیا تھا۔اس طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ اڈیا زبان اور ادب کی ترویج و بقا کے لیے کپلندر دیو کا عہد حکومت ایک زرّین عہد تھا۔







ملک کی آزادی کے بعد شہر کٹک میں گنجان آبادی کے پیش نظر اڈیشا کا دارالسلطنت کٹک سے بھوبنیشور منتقل ہوا۔ بھوبنیشور کٹک سے 30 کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ دریائے کاٹھ جوڑی اور کوا کھائی پر دو پلوں پر سے ہوتی ہوئی پختہ سڑک کٹک سے بھوبنیشور کو منسلک کرتی ہے اڈیشا کی راجدھانی بھوبنیشور منتقل ہو جانے کے باوجود بھی شہر کٹک کو ثقافت، تجارت اور صنعت و حرفت کا ایک اہم مرکز سمجھا جاتا ہے۔ پچھّم کے پہاڑی علاقوں کے لیے کٹک کی حیثیت صدر دروازہ کی ہے۔ اس کے علاوہ شہر کے اطراف میں چھوٹی بڑی نہروں کا گویا جال بچھا ہوا ہے جس کی وجہ سے زراعتی آبیاری کے لیے سہولتیں میسر ہیں اور کٹک کو تجارتی اہمیت بھی حاصل ہے۔ کٹک چاندی کی تارکشی، طرح طرح کے زیورات اور سینگ کے ذریعہ تیار کردہ کنگھی وغیرہ چیزوں کے لیے سارے ملک میں مشہور ہے۔

کٹک میں قدیم طرز کی مساجد اور منادر ہیں۔ یہاں کی مسجدوں میں دیوان بازار کی مسجد، قلعہ کی شاہی مسجد، اجالے خاں کی مسجد اور جامع مسجد قابل ذکر تصور کی جاتی ہیں۔ ان میں سے دیوان بازار کی مسجد اڈیشا کی سب سے پرانی مسجد ہے۔





شہر کٹک کے درگاہ بازار میں ''قدم رسول'' بہت بڑی اہمیت کا حامل مقام ہے۔1850ء میں شاہ عالم کے دور حکومت میں نواب شجاع الدین محمد خاں نے اس زیارت گاہ کی تعمیر کروائی تھی۔قدم رسول کا احاطہ ہی وسیع وعریض ہے۔اس احاطہ میں نواب محمد تقی خاں کا مزار بھی ہے۔اس کے علاوہ یہ حصہ قبرستان کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔عرف عام میں ایک عظیم زیارت گاہ بن کر رہ گیا ہے۔اسی احاطہ کے اندر ایک مسجد بھی موجود ہے۔کٹک کے مشہور علاقہ بخشی بازار میں امریسور مندر واقع ہے، یہ ایک بہت ہی قدیم مندر ہے۔ جاگر جاترا کے موقع پر یہاں میلہ لگتا ہے۔اسی کے آگے پلٹن مسجد قائم ہے جو ایک تاریخی مسجد ہے۔اس کے سامنے پوسٹ آفس ہے اور اس کی پشت پر ملنگ شاہ بابا کا مزار ہے جو قدیم اور تاریخی ہے۔بخشی بازار میں مدرسہ سلطانیہ، سماج آفس اور اڈیشا اردو لائبریری بھی اسی علاقے میں ہیں۔




کٹک کا دوسرا مشہور مندر چنڈی کا ہے۔ اس مندر کی مناسبت سے اس علاقے کا نام کٹک چنڈی ہو گیا ہے۔ بارہ باٹی کا قلعہ انگ بھیم دیو کے دور حکومت میں تعمیر کیا گیا تھا۔ مختلف ادوار میں حکمرانوں کے قیام گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا تھا۔ اس قلعہ کے چاروں طرف حفاظتی نقطۂ نظر سے گہری کھائی کھدی ہوئی ہے جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہا کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کبھی اس قلعہ کے دیوہیکل دروازے پر کافی کشادہ آہنی کواڑ لگے ہوئے تھے۔ اس قلعہ کے اندر بھی ایک شاہی مسجد موجود ہے۔ اس قلعہ کے اندر بخاری بابا کا مزار بھی ہے۔ راجہ گووند دیو کی وفات کے بعد اس کے وزیر مکند دیو نے اڈیشا کی عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ مکند دیو کے دور حکومت میں سلیمان کرانی کے افغان جنرل کالا پہاڑ نے اڈیشا پر حملہ کیا جس کے متعلق آج بھی مشہور ہے کہ۔ (کالا پہاڑ نے کٹک میں داخل ہو کر قلعہ کے آہنی دروازہ کو توڑ دیا، مہاندی سے پانی پیا اور مکند دیو کی رانی نے طلائی طشت میں اس کے سامنے ہیرے پیش کیے) ۔ یہ اڈیا کہاوت کا اردو ترجمہ ہے جو بہت مشہور ہے۔





شہر کٹک قدیم اور جدید اقدار کا امتزاجی نمونہ ہے۔ بارہ باٹی قلعہ کے سامنے ایک بہت بڑا میدان ہے جس میں ہر سال نومبر کے وسط میں کارتک پورنما کے موقع پر ''بالو جاترا'' کے نام سے ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے اور اس وسیع و عریض میدان میں ملک کے قومی رہنماؤں کی آمد پر جلسے ہوتے ہیں۔ اس میدان کے مقابل سڑک کی دوسری جانب بارہ باٹی اسٹیڈیم ہے۔ اس اسٹیڈیم کی عمارتیں اور گلریز کافی خوبصورت اور نہایت دلکش ہیں اور اس اسٹیڈیم کا شمار براعظم ایشیای کے عظیم ترین اسٹیڈیم میں ہوتا ہے۔ اس اسٹیڈیم میں ہر طرح کے میچ اور کلچرل پرگرام ہوا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی مرتبہ ہندوستان کے قومی کھیل بھی یہاں ہو چکے ہیں۔

کٹک چنڈی سے ایک سڑک شمال سے جنوب کی جانب بڑھتی ہے اور آگے بڑھ کر چاندنی چوک کو متصل کرتی ہے۔ اسی چاندی چوک میں کاٹھ جوڑی ندی کے کنارے عظیم سنگی پشتوں سے متصل کٹک کی مشہور تاریخی عمارت ''لال باغ'' واقع ہے۔ اڈیشا کے مغل گورنر معتقد خاں مرزا مکّی نے 1633ء میں اپنی شہرت اور مقبولیت کی ایک عظیم یادگار کے طور پر ''لال باغ'' کا محل تیار کرایا تھا۔ جو 1751ء تک مغل صوبہ داروں کے زیر استعمال رہا اور اس کے بعد ناگپور کے بھونسلہ صوبے دار 1791ء سے 1803ء تک اس محل پر قابض رہے۔ 1803ء میں بھونسلہ راجہ رگھوجی ثانی پر فتح یابی کے بعد لال باغ انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ اس کے بعد مختلف دور میں ''لال باغ'' کٹک کے کمشنر اور کلکٹروں کی رہائش گاہ بنا رہا۔ پھر 1947ء سے 1961ء تک یہ محل اڈیشا کے گورنر کی قیام گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ 1961ء میں گورنر ہاؤس نئی راجدھانی بھوبنیشور منتقل ہو جانے کے بعد اس عظیم عمارت میں بچوں کا ہسپتال ''شیشو بھون'' قائم ہوا جو اب تک جاری ہے۔





''لال باغ''، محل کے بعد کٹک کی دوسری عظیم عمارت اڈیشا ہائی کورٹ کی ہے۔ ہائی کورٹ کی اس عظیم عمارت کی تعمیر 1913ء میں ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت اس میں صرف سول کورٹ قائم تھا۔ اب 1948ء میں یہاں ہائی کورٹ کا قیام عمل میں آیا۔ 1947ء میں کلکتہ ہائی کورٹ کی وضع پر ایک بُرج قائم کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس عمارت کی دلکشی دو چند ہوگئی ہے۔ یہ علاقہ شہر کٹک کا سب سے گنجان علاقہ ہے ۔ جہاں پر ہر وقت بھیڑ بھاڑ رہتی ہے۔ کچہری کے علاقہ ہی میں راونشا کالجیٹ اسکول 1822ء میں قائم ہوا تھا۔ جو ایک قدیمی تاریخی اور اولین سرکاری ہائی اسکول ہے۔ وہاں سے اڈیشا کے بڑے ہی نامور لوگوں نے تعلیم حاصل کر کے نہ صرف اڈیشا بلکہ ملک اور بیرون ملک میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اسی اسکول سے نیتاجی سبھاش بوس نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس سے آگے نیم چوڑی کا بازار ہے جہاں زیادہ تر صرافوں کی بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ اس سے متصل بالو بازار کا علاقہ ہے۔ جہاں زیادہ تر کتابوں کی دکانیں ہیں۔ کٹک کی مشہور و معروف جامع مسجد بھی شاہ راہ بالو بازار پر واقع ہے۔

مندروں اور مسجدوں کے ساتھ ساتھ شہر کٹک میں کئی گرجے بھی ہیں۔ شہر کٹک کے ایک سرے میں مہاندی کے کنارے کالیا بودا کے پاس ایک گرودوارہ کی تعمیر بھی عرصہ دراز سے عمل میں آ گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گرونانک جی پوری جاتے ہوئے کچھ دیر کے لیے اس مقام پر ٹھہرے تھے۔ اور انہوں نے وہاں مراقبہ بھی کیا تھا۔ اور اسی جگہ پر اپنا مسواک بھی گاڑا تھا۔ یہ گرودوارہ داتون صاحب کے نام سے مشہور ہے۔





1۔لفظ ومعنٰی

لفظ		معنٰی
ساحل	:	دریا یا سمندر کا کنارہ
جدید	:	نئے۔تازہ
دلکش	:	دل لبھانے والا۔پسندیدہ
حرارت	:	گرمی۔آنچ۔تپش
راحت	:	آرام۔سکھ۔سکون
وقار	:	عزت۔عظمت۔شان وشوکت
صرافہ	:	زیورات۔سونا چاندی پرکھنے والا۔سُنار۔وہ بازار جہاں صرافوں کی دکانیں بہت سی ہوں
شباب	:	نوجوانی۔جوانی پر ہونا
فرحت	:	خوشی۔مسرت
قابض	:	قبضہ کرنے والا
طویل	:	لمبا۔دراز
منتقل	:	ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا
احاطہ	:	کسی چیز کو گھیرنا۔چاردیواری
زراعت	:	کھیتی باڑی۔کاشتکاری
طلائی طشت	:	ایک بڑا برتن جو سونے سے بنا ہوا ہو۔کونڈ۔تسیلا
وسیع	:	کشادہ۔پھیلا ہوا۔پھیلانا
عظیم	:	بڑا۔بزرگ۔صاحب عظمت
عنان	:	باگ ڈور۔پکڑ۔لگام پکڑنے والا
یورش	:	ہنگامہ۔چڑھائی

لفظ		معنیٰ
مسمار	:	گرایا ہوا۔منہدم
محصور خطہ	:	چاروں طرف سے گھرا ہوا علاقہ
عبور	:	پار کرنا۔حاوی ہونا
کھائی	:	گڈھا
آہنی	:	لوہے کی بنی ہوئی چیز۔مضبوط

2۔ غور کیجیے:

☆ شہر کٹک اڈیشا کا بہت قدیم شہر ہے۔اس کی بنیاد تیرہویں صدی میں رکھی گئی۔زمانۂ قدیم سے کٹک شہر اڈیشا کی راجدھانی رہا۔ساتھ ہی کٹک کو تجارتی اہمیت بھی حاصل رہی ہے۔
تیرہویں صدی کے اوائل میں جب انگ بھیم دیو اڈیشا کے تخت پر قابض ہوئے تو انہوں نے اپنی راجدھانی کا نام ''وارانا سی کٹک'' رکھا ملک کی آزادی کے بعد شہر کٹک گنجان آبادی کے پیش نظر اڈیشا کے دارالسلطنت کو کٹک سے بھوبنیشور منتقل کر دیا گیا اس کے باوجود بھی کٹک کو تجارتی اہمیت حاصل رہی۔آج کٹک پورے ملک میں تارکشی کے لیے مشہور ہے۔تارکشی کے کاریگر ملک کے دوسرے صوبوں میں جا کر اپنا ہنر دکھا رہے ہیں۔اور نام بھی کما رہے ہیں۔
تجارتی کاروبار کی وجہ سے پورے صوبے کو اقتصادی نفع حاصل ہو رہا ہے۔

☆ آپ کے سبق میں شہر کٹک کی بہت ساری خوبیاں اور تاریخی واقعات پیش کی گئی ہیں۔شہر کٹک کو بھائی چارے کا شہر کہتے ہیں اور تارکشی کی وجہ سے اس کو سلور سیٹی اور ملی نیم سٹی بھی کہا جاتا ہے۔شہر کٹک کے درگاہ بازار میں قدم رسول بڑی اہمیت کا حامل ہے۔وہ آج ایک عظیم زیارت گاہ بن کر رہ گیا ہے۔کٹک شہر میں بارہ باٹی اسٹیڈیم جو پورے ملک میں مشہور ہے جہاں انٹرنیشنل کھیل کھیلے جاتے ہیں اس طرح بہت ساری تاریخی عمارتیں کٹک کی سرزمین میں موجود ہیں صوبہ اڈیشا کا ہائی کورٹ ہو یا سری رام چندر بھنج میڈیکل کالج ہو یا شیشو بھون۔کٹک میں لگنے والا بالی یاترا اڈیشا کا دوسرا سب سے بڑا تجارتی میلہ ہے۔

3۔ پڑھیے اور جواب دیجیے:

(i) کٹک شہر کی بنیاد کس صدی میں رکھی گئی؟

(ii) کٹک شہر کن ندیوں کے ساحل پر واقع ہے؟

(iii) سنسکرت زبان میں کٹک کے معنی کیا ہے؟

(iv) اڈیشا کے تخت پر اننگ بھیم دیو کب قابض ہوا؟

(v) اننگ بھیم دیو نے اپنی راجدھانی کا نام کیا رکھا تھا؟

(vi) کس شاعر نے مکمل مہابارت کو اڈیا میں نظم کیا تھا؟

(vii) کن وجوہات کی بنا پر اڈیشا کا دارالسلطنت کٹک سے بھوبنیشور منتقل کیا گیا؟

(viii) کٹک شہر کی سب سے پرانی مسجد کون سی ہے؟

(ix) کٹک شہر کن چیزوں کی وجہ سے سارے ملک میں مشہور ہے؟

(x) ''قدم رسول'' زیارت گاہ کی تعمیر کس نے کروائی؟

(xi) بارہ باٹی قلعہ کس کے دور حکومت میں تعمیر کیا گیا؟

(xii) کٹک کی مشہور تاریخی عمارت ''لال باغ'' کس نے تعمیر کروائی؟

(xiii) اڈیشا کے تخت پر کن دو مسلم حکمرانوں نے حکومت کی؟

4۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو صحیح لفظ سے پر کیجیے:

(i) .....میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی۔ (دسویں صدی/تیرہویں صدی)

(ii) اننگ بھیم دیو نے اپنی راجدھانی کا نام.....رکھا۔ (وارانا سی کٹک/شہر کٹک)

(iii) نرسنگھ دیو اول.....ء اڈیشا کے تخت پر قابض ہوا۔ (1241/1238)

(iv) کٹک کو تجارتی.....بھی حاصل ہے۔ (شہریت/اہمیت)

(v) کٹک کے مشہور بخشی بازار میں.....واقع ہے۔ (امریسور مندر/چنڈی مندر)

5۔ دیے ہوئے لفظوں کے واحد بتائیں:

(i) سہولتیں _____

(ii) حکمرانوں _____

(iii) تعمیرات _____

(iv) شعرا _____

(v) جملوں _____

(vi) منادر _____

(vii) مراکز _____

(viii) کتب _____

(ix) مساجد _____

(x) علاقے _____

(xi) زیورات _____

(xii) نہروں _____

(xiii) چیزوں _____

(xiv) حکومتیں _____

6۔ دیے ہوئے لفظوں کی جمع بتائیں:

(i) نشان _____

(ii) ساحل _____

(iii) سلطان _____

(iv) مرکز _____

(v) مسجد _____

(vi) مقام _____

(vii) تصویر _____

(viii) تصنیف _____

(ix) عمارت _____

(x) ملک _____

(xi) تعلیم _____

(xii) زیور _____

(xiii) صدی _____

7۔ جمع الجمع

اردو زبان میں فارسی کے ایسے الفاظ شامل ہیں جن کی دوہری جمع بھی ہے ان دوہری جمع والے الفاظ کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ مثلاً

واحد	جمع	جمع الجمع
رسم	رسوم	رسومات
امر		
اقرب		
رکن		
لازمہ		
دوا		

8۔ خانوں میں درج الفاظ کے فاعل اور مفعول کی حالت کو بتائیے:

الفاظ	فاعل	مفعول
ظلم	ظالم	مظلوم
قبض		
حکم		
زیارت		
قبول		
عمل		

9۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

شہر۔ ساحل ۔ حفاظت ۔ ہنر۔ حکومت۔ رہائش گاہ۔ تعمیر۔ صوبہ۔ عمارت۔ دارالسلطنت

مذکر					
مؤنث					

10۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) شہر

(ii) راجدھانی

(iii) ساحل

(iv) اہمیت

(v) عظیم

(vi) تعمیر

(vii) نظم

(viii) تارکشی

(ix) قدیم

(x) تاریخی

11۔ کالم ''الف'' اور ''ب'' کے مناسب لفظوں سے جوڑ ملائیں:

الف	ب
جدید	مغرب
مسجد	فروخت
مشرق	قدیم
راحت	نثر
اعلیٰ	شکست
نظم	مندر
شہر	ادنیٰ
داخل	دیہات
خرید	رنج
فتح	خارج

12۔ عملی کام:

☆ اس مضمون کو غور سے پڑھیئے اور دیکھیے مصنف نے کن کن تاریخی مقامات کا اس میں ذکر کیا ہے ان مقامات کو اپنی کاپی پر لکھیں۔ تارکشی کی کون کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں اسے بھی اپنی کاپی پر لکھیے۔

☆ شہر کٹک کو بھوبنیشور منتقل کرنے کے کیا وجوہات ہیں۔ اپنی کاپی میں لکھ کر استاد کو دکھائیں۔

☆☆☆

ابو بن ادھم کا خواب

امجد نجمی

ابو بن ادھم نے ایک شب یہ عجیب پر لُطف خواب دیکھا
یہ خواب ایسا تھا جس کا اس نے نہ عمر بھر پھر خواب دیکھا

یہ اس نے دیکھا کہ چاندنی اس کے گھر میں چھن چھن کے آرہی ہے
بہار اپنے شباب کی ضو نکھر نکھر کے دکھا رہی ہے

پھر اس فضائے حسیں سے آخر ہوا نمودار اک فرشتہ
لیے ہوئے تھا جو ہاتھ میں اپنے اک چمکتا ہوا صحیفہ

ورق وہ اس کے الٹ پلٹ کے کچھ اس میں تحریر کر رہا تھا
جگہ جو خالی ادھر ادھر تھی قلم سے رنگ اس میں بھر رہا تھا

ابو بن ادھم نے کر کے ہمت سوال اس سے کیا یہ کیا ہے؟
یہ آپ کیا لکھ رہے ہیں اس میں بتائیے کیا یہ ماجرا ہے؟

کہا فرشتے نے ''لکھ رہا ہوں میں اس صحیفے میں نام ان کے
خدا سے رکھتے ہیں جو محبت ، جو اس میں پکے ہیں اپنی دھن کے''

ابو بن ادھم نے پھر یہ پوچھا کہ'' میرا نام اس میں بھی کہیں ہے؟''
فرشتہ افسوس سے یہ بولا ''کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے!''

جواب خاطر شکن یہ سن کے ابو بن ادھم نے پھر کہا یہ
میں کر نہیں سکتا اس کا دعویٰ کہاں بھلا میرا حوصلہ یہ؟

مگر یہ ہے التماس میری ''وہاں تو لکھ لیجیے نام میرا
خدا نہیں تو خدا کے بندوں سے پیار رکھنا ہے کام میرا''

یہ بات درج کتاب کر کے فرشتہ غائب ہوا یکایک
پھر اس کے سپنے میں دوسری شب ہوا وہ جلوہ نما یکایک

بنا کے لایا تھا ساتھ اب کی خدا کے پیاروں کی ایک فہرست
حروف ِزرّیں سے جگمگاتا تھا جانفزا اک پیام اس میں
کہ سب سے پہلے لکھا ہوا تھا ابو بن ادھم کا نام اس میں

1۔ لفظ و معنی

لفظ		معنی
شب	:	رات
عجیب	:	نرالا۔انوکھا
پرلطف	:	مزے دار
شباب	:	جوانی
فضائے حسیں	:	بہار
نمودار	:	ظاہر
صحیفہ	:	کتاب۔اللہ کا پیغام اپنے بندوں کے لیے
خاطرشکن	:	دل توڑنے والا۔دل دکھانے والا
التماس	:	درخواست۔گزارش
یکا یک	:	اچانک
فہرست	:	فہرست چیزوں کی تفصیل
ماجرا	:	معاملہ۔حالات۔احوال
جلوہ نما	:	سج دھج کے سامنے آنا۔ظاہر ہونا۔سامنے آنا
زرّیں	:	سونے کا بنا ہوا۔بیش قیمت
جانفزا	:	دل خوش کرنے والا۔مسرت
دُھن	:	مگن۔مست۔لگن

2۔ غور کیجیے:

☆ یہ نظم صوبہ اڈیشا کے مشہور و معروف شاعر جناب امجد نجمی صاحب کا ہے اس نظم میں خدا کی مخلوق سے محبت کرنا، خدا سے محبت کرنے کے برابر ہے، انسانوں سے محبت مخلوق کی خدمت اور ان سے ہمدردی سب سے بڑی عبادت بتائی گئی ہے۔

☆ خواب میں جو منظر ہے یعنی چاندنی، بہار، نور، فرشتہ یہ تمام منظر اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بھلائی و نیکی کی راہ نہ صرف دل کو منور و روشن کرتے ہیں بلکہ دنیا و آخرت کو بھی حسین و خوب صورت بنا دیتی ہے۔

☆ اس خواب میں ایک بات جو بہت ہی اچھی لگتی ہے وہ ابو بن ادھم کا معصومانہ اندازِ گفتگو ہے۔ نہ گھبراتے ہیں نہ ہی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں بڑا نیک و صالح ہوں بلکہ بڑی نرمی سے یہ کہتے ہیں ''مجھے ان لوگوں میں لکھ دو جو خدا کے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں میں کوئی اللہ کا ولی و زاہد نہیں۔ بس مخلوق خدا کا خادم ہوں اور خدا کو یہی پسند ہے۔

☆ انسانیت کا اصل کام ہے محبتِ دینا۔ دکھ بانٹنا، ہر وقت کسی کے کام آجانا یہ رب کو سب سے زیادہ محبوب و عزیز ہے۔

☆ آج کے دور میں اگر ہم ابو بن ادھم جیسی سادگی، جذبۂ خدمت و محبت کو اپنا لیں تو دنیا خوبصورت اور روشن ہو جائے گی۔

3۔ سوچیے اور بتائیے :

(i) ابو بن ادھم نے کیا خواب دیکھا؟

(ii) ابو بن ادھم نے فرشتے سے کیا سوال کیا، اور کیا جواب ملا؟

(iii) فرشتہ کن لوگوں کے نام لکھ رہا تھا؟

(iv) ابو بن ادھم کا نام آخر سب سے اوپر کیوں آیا؟

(v) اس نظم میں خواب کی فضا کو کس انداز سے بیان کیا گیا ہے؟

(vi) کیا آپ کو لگتا ہے واقعی خدا انسانوں سے محبت کرنے والوں کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہے؟

(vii) اگر آپ ابو بن ادھم کی جگہ ہوتے تو فرشتے سے کیا کہتے؟

(viii) فرشتہ صحیفوں میں کن لوگوں کے نام لکھ رہا تھا؟

(ix) ابو بن ادھم نے فرشتہ سے کیا التماس کیا؟

(x) اگلی رات فرشتے ابو بن ادھم کے لیے کیا پیغام لایا؟

(xi) چاندنی چھن کے کہاں سے آ رہی تھی؟ اور کہاں آ رہی تھی؟

(xii) ابو بن ادھم نے پر لطف خواب کب دیکھا؟

4۔ نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جوابوں میں سے آپ کون سا جواب چنیں گے۔

(i) ابو بن ادھم نے خواب میں کیا دیکھا؟

(a) ایک جنگل (b) چاندنی میں نہایا ہوا کمرہ یا ایک فرشتہ

(c) بازار (d) پرانے دوست واحباب

(ii) فرشتے کے ہاتھ میں کیا تھا؟

(a) چراغ (b) تلوار (c) ایک چمکتا ہوا صحیفہ (d) پھولوں کی ٹوکری

(iii) فرشتہ کن لوگوں کے نام لکھ رہا تھا؟

(a) گناہ گاروں کے (b) بادشاہوں کے

(c) فرشتوں کے ساتھیوں کے (d) ان لوگوں کے جو خدا سے محبت کرتے ہیں

(iv) اگلی رات فرشتہ کیا پیغام لے کر آیا؟

(a) دنیا ختم ہونے والی ہے (b) خواب صرف وہم تھا

(c) کہ ابو بن ادھم کا نام سب سے اوپر ہے (d) کہ ابو بن ادھم کا نام فہرست میں شامل نہیں ہے

(v) ابو بن ادھم نے فرشتے سے کیا کہا؟

(a) میرا نام کیوں نہیں ہے (b) مجھے بھی صحیفہ دو

(c) میرا نام ان لوگوں میں لکھ لو جو خدا کے بندوں سے محبت کرتے ہیں (d) یا تم یہاں کیا کر رہے ہو

5۔ درج ذیل الفاظ کو آسان جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) فضائے حسیں: .....

(ii) پرلطف : .....

(iii) فرشتہ : .....

(iv) نمودار : .....

(v) ماجرا : .....

(vi) افسوس : .....

(vii) جلوہ نما : .....

(viii) عجیب : .....

(ix) جانفزا : .....

(x) التماس : .....

6۔ نظم کو غور سے پڑھیے اور نیچے دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے مکمل کیجیے:

(i) ابو بن ادھم نے ایک شب یہ عجیب.....خواب دیکھا۔ (مزے دار/ پرلطف)

(ii) بہار اپنے شباب کی ضو.....دکھا رہی ہے۔ (سنور سنور/ نکھر نکھر)

(iii) فرشتہ افسوس سے یہ بولا..... کہیں نہیں ہے۔ (یہاں نہیں ہے/ کہیں نہیں ہے)

(iv) جواب.....یہ سن کے ابو بن ادھم نے پھر کہا۔ (دل توڑنے والا/ خاطر شکن)

(v) خدا نہیں تو خدا کے بندوں سے پیار رکھنا ہے.....میرا۔ (کام/ انعام)

7۔ نظم میں وہ مصرعے تلاش کر کے لکھیے جن میں درج ذیل الفاظ مکتوب ہیں۔

(i) جلوہ نما : .....

(ii) اپنی دُھن: .....

(iii) فضائے حسیں: .....

(iv) جانفزا : .....

(v) فہرس : .....

8۔ بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

(i) جگمگاتا ....

(ii) دعویٰ ....

(iii) حوصلہ ....

(iv) جواب ....

(v) ہمت ....

(vi) شکن ....

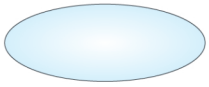
9۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں کی جمع بنائیے:

لفظ	جمع	لفظ	جمع
فرشتہ		حوصلہ	
خواب		قلم	
سپنا		شکن	
دعویٰ		ہمت	

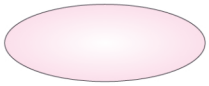
10۔ درج ذیل الفاظ کی ضد لکھ کر جملے بنائیے:

لفظ	ضد	جملہ
(i) شباب		.....
(ii) ہمت		.....
(iii) خواب		.....
(iv) تحریر		.....
(v) غائب		.....

11۔املا درست کیجیے اور جملے بنائیے:

(i) کلم  .....

(ii) فرستا  .....

(iii) مازرا  .....

(iv) زلوہ  .....

(v) سحیفہ  .....

12۔غور سے پڑھیے اور اپنی صلاحیت کا اظہار کیجیے:

☆ آج کے دور میں اگر ہم ابو بن ادھم جیسا مقام حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

☆ مخلوق خدا سے محبت کرنا اور انسانوں سے ہمدردی رکھنا بڑی عبادت، کن کن مخلوق سے کیا کیا ہمدردی صورتیں ہوسکتی ہیں انسانوں سے، جانوروں سے، درختوں سے وغیرہ، اس کی آپ ایک فہرست تیار کیجیے۔

13۔عملی کام:

☆ آپ کی لائبریری سے اسی طرح کی نظمیں تلاش کیجیے انہیں کاپیوں پر لکھئے اور ترنم سے پڑھیے۔

☆☆☆

برگیڈیر محمد عثمان

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی

ہمارے وطن کی سلامتی اور حفاظت کے لیے بے شمار محبّ وطن جاں بازوں نے اپنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ان میں ایک نام برگیڈیر محمد عثمان کا ہے۔ان کی پیدائش 15 جولائی 1912ء کو بی بی پور گاؤں، ضلع مئو، اتر پردیش میں ہوئی۔ان کی والدہ کا نام جمیلہ بی بی اور والد کا نام قاضی محمد فاروق تھا جو بنارس میں شہر کوتوال تھے۔برطانوی حکومت نے ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔

محمد عثمان کو مطالعے کا بہت شوق تھا۔وہ کئی زبانیں جانتے تھے۔ان کے مزاج میں شروع سے ہی جاں بازی اور جاں نثاری کا جذبہ موجود تھا۔ان کی بہادری اور جرأت کا پہلا مظاہرہ 12 سال کی عمر میں اُس وقت ہوا جب انہوں نے کنویں میں ڈوبتے ہوئے ایک بچے کی جان بچائی تھی۔ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ ہندوستانی فوج میں بھرتی ہو کر ملک کی خدمت کریں۔لہٰذا فوج کی ملازمت کے لیے وہ مسلسل جدو جہد کرتے رہے۔







فوج میں ان دنوں ہندوستانیوں کے لیے مواقع محدود تھے۔اس کے باوجود محمد عثمان اپنی ذہانت اور لگن سے رائل ملٹری کالج سینڈ ہرسٹ (Sandhurst) جیسے مشہور ادارے میں داخلہ پانے میں کامیاب ہو گیے۔ بعد میں اُسی کالج میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ ان کا تقرر ہوا۔ان کو دس دیگر ہندوستانی افسران کے ساتھ ہندوستانی فوج میں ملازمت کے لیے منتخب کیا گیا۔ایک سال بعد آپ کا تقرر ہندوستانی فوج کی دسویں بلوچ رجیمنٹ میں کر دیا گیا۔1936ء میں ترقی پا کر وہ لیفٹیننٹ ہو گئے۔

ملک کی آزادی اور تقسیم کے فوراً بعد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان پہلی جنگ ہوئی۔اس جنگ کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان ہر صورت میں جمّو وکشمیر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ہندوستانی فوج نے دلیری اور جرأت کی مثال قائم کی اور کشمیر پر اپنا قبضہ برقرار رکھا۔اس جنگ کی کامیابی کا سہرا بریگیڈیر محمد عثمان اور ان کے فوجی ساتھیوں کے سر جاتا ہے۔ پاکستانی حکومت نے انھیں اپنی فوج کا جنرل بنانے کی پیش کش کی تھی جسے انھوں نے ٹھکرا دیا اور خود کو ہندوستان کی حفاظت کے لیے وقف کر دیا۔

اس دوران قبائیلیوں کے ظلم کی وجہ سے جمّوں وکشمیر کے علاقے میں صورت حال بہت خراب ہوگئی تھی۔ان قبائیلیوں کی حمایت پاکستان فوج کر رہی تھی جس کی وجہ سے ملک کی سالمیت کے لیے بڑا خطرہ لاحق تھا۔جموں وکشمیر کے کئی علاقوں نوشہرہ، جھنگڑ اور کوٹ وغیرہ پر قبائیلوں نے قبضہ کر لیا تھا۔جنھیں دوبارہ حاصل کرنے کی ذمہ داری بریگیڈیر محمد عثمان کو سونپتے وقت ہندوستانی فوج کے سر براہ جنرل کے۔ایم۔کری اپّا نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ کوٹ کا علاقہ بریگیڈیر محمد عثمان سے تحفے میں چاہتے ہیں۔

یہ علاقہ نوشہرہ سے نو کلومیٹر شمال مشرق میں واقع تھا یہ مقام جنگی لحاظ سے فوج کے لیے بہت اہمیت کا حامل تھا۔ جنرل کری اپّا کی خواہش کی تکمیل کے لیے بر گیڈیر محمد عثمان نے آپریشن کپّر شروع کیا۔ کپّر جنرل کری اپّا کا مختصر نام بھی تھا اور وہ اپنے ساتھیوں میں اسی نام سے جانے جاتے تھے۔ جنگ کی منصوبہ بندی اس طرح کی گئی کہ دشمن کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس فوجی کاروائی میں بڑی تعداد میں دشمن کے سپاہی ہلاک اور کئی سو زخمی ہوئے۔ اس کے بعد جھنگڑ پر فتح حاصل کرنے کے لیے بر گیڈیر محمد عثمان نے آپریشن وجے شروع کیا۔ جھنگڑ کا علاقہ میر پور اور کوٹلی سے آنے والی سڑکوں کے سنگم پر واقع تھا اور فوجی حکمت عملی کے لحاظ سے بڑا اہم تھا۔ اس لیے شدید سردی اور برف باری کے موسم میں بھی وہ زمین پر سوتے رہے۔ آپریشن وجے کے دوران بر گیڈیر محمد عثمان نے نوشہرہ اور جھنگڑ پر دشمن کے حملوں کو ناکام کر دیا اور اس طرح ان علاقوں پر ہندوستان کا قبضہ پھر سے بحال ہو گیا۔ آپریشن وجے کی تکمیل کے بعد ہی وہ چار پائی پر سوئے۔ اس جنگ کی فتح یابی کے بعد بر گیڈیر محمد عثمان کو نوشہرہ کے شیر، کا لقب دیا گیا۔



کوٹلی نوشہرہ اور جھنگڑ کے بعد بر گیڈیر محمد عثمان کی قیادت میں ان کے ساتھیوں کا حوصلہ بلند ہوا اور وہ یہ جنگ ان کی متحرک قائدانہ صلاحیت کی علامت بن گئی۔

3 جولائی 1948ء کو ضابطے کے مطابق جب وہ شام کو میٹنگ کر رہے تھے اسی وقت قریب سے ہندوستانی کیمپ پر گولہ باری شروع ہوگئی جس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا اور بھگدڑ مچ گئی۔ بر گیڈیر محمد عثمان جو اُس وقت میجر بھگوان سنگھ کے ساتھ تھے انھوں نے فوجیوں کو جوابی کاروائی کا حکم دیا جس کے نتیجے میں حملہ پسپا ہو گیا لیکن کچھ ہی دیر بعد اچانک دشمن کی جانب سے دوبارہ گولہ باری شروع ہوگئی جو رات بھر جاری رہی۔ ایک گولے کی زد میں آ کر خود بر گیڈیر محمد عثمان شدید زخمی ہوئے اور بالآخر شہید ہو گئے۔ بر گیڈیر محمد عثمان ہندوستان کے پہلے اعلیٰ رینک افسر تھے جو میدان جنگ میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

جب فوج آخری بار بر گیڈیر محمد عثمان کو سلامی دینے کے لیے جمع ہوئی تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس کی آنکھیں نم نہ ہوں کیوں کہ انھوں نے اپنی شجاعت، اپنے عمل اور اخلاق سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ انھیں بعد از مرگ ملک کے دوسرے سب سے بڑے اعزاز ''مہاویر چکر'' سے نوازا گیا۔ نوشہرہ اور جھنگڑ میں ان کی یاد میں میموریل قائم کیے گئے۔

بر گیڈیر محمد عثمان کی شجاعت اور بہادری کے قصے آج بھی سنے جاتے ہیں۔ وہ ہندوستانی فوج کے ایک قابل تقلید ہیرو کی حیثیت سے ہمیشہ یاد کیے جاتے رہیں گے۔





1۔لفظ و معنی

لفظ		معنی
اعتراف	:	مان لینا۔اقرار کرنا۔تسلیم کرنا
جاں باز	:	جان پر کھیلنے والا۔دلیر
جاں نثار	:	جان قربان کرنے والا۔وفادار
جذبہ	:	دل کا جوش۔ولولہ
ملازمت	:	نوکری۔سیوا۔خدمت
قبضہ	:	دخل۔تصرف۔قابو۔اختیار
جرأت	:	ہمت
محدود	:	ایک حد میں۔حد پر قائم
حکمت عملی	:	تدبیر۔سمجھ بوجھ کر کام انجام دینا
بحال	:	برقرار۔تقرر
قائدانہ صلاحیت	:	رہبری کی قابلیت۔پیشوائی کرنا
پسپا کرنا	:	ہرا دینا۔شکست دینا
گرویدہ	:	اپنا بنانا۔کسی کی طرف مائل ہو جانا
تقلید	:	پیچھے چلنا۔پیروی کرنا۔اتباع کرنا
بھگدڑ	:	افراتفری۔بھاگم بھاگ
متحرک	:	حرکت کرنے والا۔ہلنا ڈولنا
شجاعت	:	بہادری
تکمیل	:	مکمل۔پورا ہونا

2۔ غور کیجیے:

☆ محمد عثمان لڑکپن ہی سے جری و بہادر تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ فوجی بن کر ملک کی حفاظت کریں۔ اپنی ذہانت مسلسل جدوجہد اور لگن سے سیکنڈ لیفٹیننٹ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پھر اپنی نرالی کارکردگی کی بنا پر ترقی پا کر بریگیدیر کے اعلیٰ منصب تک رسائی حاصل کی۔

☆ بریگیڈیر محمد عثمان کو ان کی دلیری و شجاعت کی وجہ سے نوشہرہ کے شیر کے لقب سے نوازا گیا اور کارکردگی کی بنا پر مہاویر چکر جیسا عظیم اعزاز عطا کیا گیا۔ شجاعت و بہادری کے لیے فوج میں اور بھی دیگر اعزازات دئے جاتے ہیں۔ جیسے ویر چکر، پرم ویر چکر، سوریہ چکر، اشوک چکر اور سینا میڈل وغیرہ۔

☆ سبق سے پتہ چلتا ہے کہ محنت۔ سجاعت اور دلیری سے کام کرنے والے کے لیے ہر میدان میں کامیابی قدم چومتی ہے۔ انعامات اور ترقی کا مدار ان تھک کوششوں اور ہمت و دلیری پر مبنی ہے۔ قومی و ملکی سطح پر انعامات کا سلسلہ دوسروں کے لیے ترغیب کا سبب بنتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کسی کی قربانی ضائع نہیں ہوتی بلکہ رنگ لاتی ہے۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) محمد عثمان کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(ii) بچپن ہی سے محمد عثمان کی دلی خواہش کیا تھی؟

(iii) کس کی حکومت میں خطابات والقاب دیے جاتے تھے؟ اور کیوں دیے جاتے تھے؟

(iv) بریگیڈیر محمد عثمان کو ''نوشہرہ کا شیر'' کا لقب کب اور کیوں دیا گیا؟

(v) کیا خطابات کا سلسلہ اب بھی رائج ہے؟

(vi) بریگیڈیر محمد عثمان کو کس ملک کی حکومت نے فوجی جنرل بنانے کی پیش کش کی تھی؟

4۔ نیچے دیے ہوئے سوالوں کے ساتھ جوابات میں سے آپ کون سا جواب چنیں گے۔

(i) برگیڈیر محمد عثمان کی مقبولیت کی کیا وجہ تھی؟

(a) ان میں متحرک قیادت کا ہنر تھا (b) وہ کئی زبانیں جانتے تھے۔

(c) ان کے مزاج میں جاں بازی و جاں نثاری کا جذبہ تھا۔

(ii) جھنگڑ کا علاقہ فتح کرنا کیوں ضروری تھا؟

(a) فوجی حکمت عملی کے لحاظ سے اہمیت کا حامل تھا۔

(b) میر پور اور کوٹلی سے آنے والی سڑکوں کے سنگم پر واقع تھا۔

(c) انہوں نے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ جھنگڑ فتح نہیں کر لیں گے تب تک چارپائی پر سوئینگے

5۔ خالی جگہوں کو صحیح لفظ سے پر کیجیے:

(i) برطانوی حکومت نے برگیڈیر محمد عثمان کے والد کی خدمات کے اعتراف میں انہیں خان بہادر کا.....دیا تھا۔ (لقب/خطاب)

(ii) ان کا تقرر ہندوستانی فوج کی دسویں.....رجیمنٹ میں کر دیا گیا۔ (سکھ/بلوچ)

(iii) کری اپّا نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ.....کا علاقہ برگیڈیر محمد عثمان سے تحفے میں چاہتے ہیں۔ (نوشہرہ/کوٹ)

(iv) انہوں نے اپنی.....عمل اور اخلاق سے سب کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ (بہادری/شجاعت)

6۔ دیے گئے مخفف شکلوں (short form) کا جوڑ مکمل شکل سے ملائیے:

''الف''	''ب''
این ایس جی (NSG)	سینٹرل ریزرو پولیس فورس
سی آر پی ایف (CRPF)	بارڈر سکیورٹی فورس
بی ایس ایف (BSF)	سینٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس
آئی ٹی بی پی (ITBP)	نیشنل سکیورٹی گارڈ
سی آئی ایس ایف (CISF)	انڈو تبت بارڈر پولیس

7۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے واحد لکھیے:

(i) افواج _____ (ii) تحفے _____

(iii) مخففات _____ (iv) خطابات _____

(v) القاب _____ (vi) حکومتیں _____

(vii) ذرائع _____

8۔ دیے گئے اردو الفاظ کو مقامی زبان (اڈیا) میں لکھیے۔

الفاظ	اڈیا	الفاظ	اڈیا
تنخواہ		شوق	
خدمت		حفاظت	
والدہ		ملازمت	
بہادری		جذبہ	

9۔ پڑھیے سمجھیے اور لکھیے: (ان جملوں کو غور سے پڑھیے)

(i) محمد عثمان کے مزاج میں شروع ہی سے جاں بازی و جاں نثاری کا جذبہ موجود تھا۔

(ii) محمد عثمان کو ان کی بہادری کی بنا پر نوشہرہ کا شیر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(iii) محمد عثمان کی خواہش تھی کہ فوج میں بھرتی ہو کر ملک و قوم کی خدمت کریں گے۔

آپ کو معلوم ہے کہ زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔ فعل ماضی، فعل حال، اور فعل مستقبل۔ اوپر کے جملوں میں پہلے جملے کا فعل گزرے ہوئے وقت کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ یہ فعل ماضی کی مثال ہے۔ دوسرے جملے کا فعل موجودہ وقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے یہ فعل حال کی مثال ہے۔ تیسرے جملے کا فعل آنے والے وقت کی جانب اشارہ کر رہا ہے یہ فعل مستقبل کی مثال ہے۔ آپ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور فعل ماضی، فعل حال اور فعل مستقبل کے دو دو جملے بنائیے۔

10۔ فعل ماضی، فعل حال اور فعل مستقبل کے دو جملے بنائیے۔

فعل ماضی (i) .....

(ii) .....

فعل حال (i) .....

(ii) .....

فعل مستقبل (i) .....

(ii) .....

11۔ تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار :

سبق میں خطاب اور لقب الفاظ استعمال ہوا ہے۔

خطاب کہتے ہیں ایسا نام یا ٹائٹل جو بادشاہ، امرا، حکومت یا کسی خاص ادارے کی جانب سے عظیم خدمات کے اعتراف میں اعزازی نام دیا جاتا ہے جیسے شمس العماء، عماد الملک، خان بہادر، اور سر وغیرہ۔ برطانوی حکومت نے برگیڈیر محمد عثمان کے والد کو ان کی وفاداری اور خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں ''خان بہادر'' کے خطاب سے نوازا تھا۔

لقب وہ نام جو کسی خوبی یا بڑائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو یعنی عوام میں کسی شخص کے اہم کارنامے یا غیر معمولی خدمات کے باعث مشہور ہو گیا ہو۔ بہت سے لوگ اپنے سماجی مذہبی اور ادبی سیاسی شعبوں میں مختلف نام سے مشہور ہوئے۔ مثلاً رستم ہند، ملکہ ترنم، بلبل ہند، شیر خدا، وغیرہ۔ برگیڈیر محمو عثمان کو بھی ان کی بہادری کی بنا پر نوشہرہ کے شیر کے لقب دیا گیا۔

آپ کو معلوم ہے کہ فوج کے مختلف شعبو میں فوجیوں نے اعلی کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں مختلف القاب وخطاب اور اعزازات سے نوازا گیا ہے آپ بھی ایسے لوگوں، ایسے کسی فوجی کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور ان کے متعلق تاثرات کا اظہار کیجیے۔

12۔ عملی کام:

آپ اپنے صوبہ میں ایسے حضرات کی ایک فہرست تیار کیجیے جنہیں مختلف القاب وخطاب سے نوازا گیا ہو۔

☆☆☆

کھیل کود

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی

تندرستی ہزار نعمت ہے۔تندرست رہنے کے لیے اچھی غذا کے ساتھ ساتھ ورزش بھی ضروری ہے۔ورزش کرنے سے انسان نہ صرف چاق و چوبند رہتا ہے بلکہ اس کا دماغ بھی مضبوط ہوتا ہے۔ایک مشہور مقولہ ہے ''ایک صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ رہتا ہے''۔ورزش کے یوں تو بہت سے طریقے ہیں جن میں سے ایک کھیل کود بھی ہے۔اس میں حصّہ لینے سے ایک تو جسمانی قوت حاصل ہوتی ہے اور دوسرا لطف بھی آتا ہے۔

ہمارے ملک میں کئی ایسے کھیل ہیں جو کسی علاقے یا خطّے سے مخصوص ہیں۔کھیل یکجہتی کے جذبے کو فروغ دیتے ہیں۔کھیلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑی ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔اس سے اتحاد کو بھی تقویت ملتی ہے۔کچھ کھیل ایسے ہوتے ہیں جنھیں عام طور پر بچے بے حد پسند کرتے ہیں۔ان کھیلوں کے لیے زیادہ ساز و سامان کی ضرورت نہیں ہوتی اور لطف بھی پورا ملتا ہے۔جیسے پٹھو (ستّو لیا)، پکڑم پکڑائی، آنکھ مچولی، بتّا کود، گدّا مار اور لٹّو وغیرہ۔کچھ کھیل ایسے بھی ہیں جن میں بچوں کے ساتھ ساتھ نوجوان بھی دل چسپی لیتے ہیں اور بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔مثال کے طور پر کُشتی، کبڈی، گلی ڈنڈا، کھوکھو، رسّا کشی، بھالا پھینک، تیراکی اور پتنگ بازی وغیرہ۔ان کھیلوں میں سے کئی اولمپک کھیلوں میں بھی شامل ہو چکے ہیں اور دنیا بھر کے کھلاڑی ہندوستان کے ان علاقائی کھیلوں کو بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔



کشتی، بھالا پھینک اور تیراکی ایسے کھیل ہیں جو قدیم زمانے سے ہمارے ملک میں کھیلے جاتے رہے ہیں۔ پرانے زمانے میں کشتی کو ''ملّ یُدھ'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ''ملّ'' یعنی پہلوان اور مقابلے کو یدھ کہا جاتا ہے۔ عہد قدیم میں لکھی جانے والی مہابھارت اور رامائن جیسی مذہبی کتابوں میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ آج بھی دنیا کے مختلف خطّوں میں کشتی لڑی جاتی ہے۔ لوگوں نے اپنی صحت اور حفاظت کے لیے یہ کھیل ایجاد کیا تھا۔ لوگ اپنے خاندان کے افراد یا پڑوسیوں کے ساتھ کشتی لڑنے کی مشق کیا کرتے تھے۔ دھیرے دھیرے اس نے ایک فن کی شکل اختیار کر لی۔ پرانے زمانے میں کشتی کے مقابلے میلوں اور مذہبی تہواروں میں ہوا کرتے تھے۔ اس فن کو بادشاہوں کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے۔ آمنے سامنے موجود دونوں کھلاڑی اپنی جسمانی قوت اور ہنرمندی، ایک دوسرے پر آزماتے ہیں۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایسا داؤ لگایا جایے کہ مقابل کھلاڑی چت ہو جائے۔ کُشتی کے داؤ پیچ مشہور ہیں۔ اس سے ذہنی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔ کُشتی کو دنگل اور پہلوانی جیسے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ کُشتی کے شوقین لوگ اپنے گھروں کے آس پاس اکھاڑے بناتیے ہیں۔ یہ اکھاڑے کچی مٹی کے ایک میدان کی شکل میں ہوتے ہیں۔

بھالا پھینک (Javelin) بھی ایک کھیل ہے۔ ایک مخصوص دوری سے کھلاڑی ہاتھ میں بھالا لے کر بھاگتا ہوا آتا ہے اور ایک خاص زاویئے سے اسے زیادہ سے زیادہ دور پھینکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے کھلاڑی کے بازوؤں کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہی ہے، ساتھ ہی اس بات کا فیصلہ بھی ہوتا ہے کہ اس نے کتنی مہارت سے بھالا پھینکا ہے۔ یہ کھیل اولمپک کھیلوں میں بھی شامل ہے۔ دنیا بھر کے ملک اس میں حصہ لیتے ہیں۔ ہمارے ملک نے بھی اس کھیل میں سونے اور چاندی کے تمغے جیتے ہیں۔





’تیراکی‘ ہمارے ملک کا ایک مشہور کھیل ہے۔ لوگ پہلے دریاؤں اور نہروں کو تیر کر پار کرتے تھے۔ لوگوں نے سوچا کہ چلو آپس میں مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں کون پہلے اس پار پہنچتا ہے۔ اس طرح تیراکی کا مقابلہ شروع ہوا۔ تیراکی میں ہاتھ اور پیروں کو ایک خاص انداز سے گھماتے رہنا ہوتا ہے۔ سانس لینے کے لیے پانی کی سطح پر آنا ہوتا ہے۔ یہ بہت دل چسپ کھیل ہے لیکن اسے پہلے کسی ماہر تیراک یا کوچ کی مدد سے سیکھنا چاہیے، پھر تیراکی شروع کرنی چاہیے۔

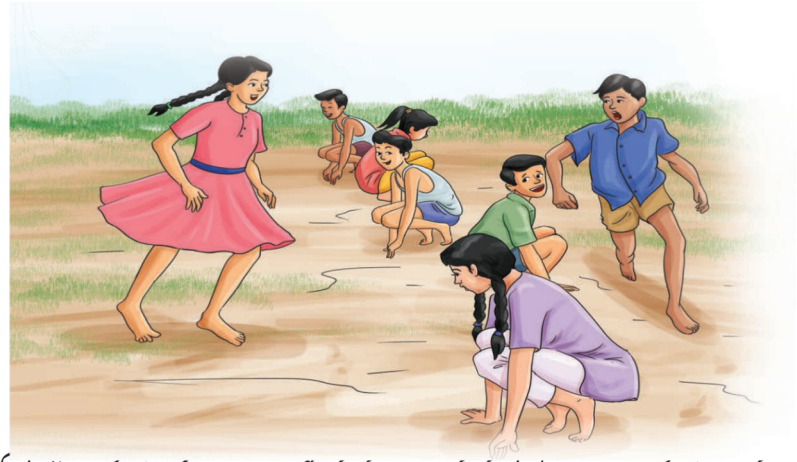
بچوں کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں بھی جو کھیل مقبول ہیں ان میں ’کبڈی‘ سرفہرست ہے۔ یہ جنوبی ایشیا کا مقبول اور پسندیدہ کھیل ہے۔ 2010 کے عالمی کپ کے بعد کبڈی کو بین الاقوامی کھیل کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس میں سبھی کھلاڑیوں کو ہر وقت مخالف ٹیم کی طرف سے محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اپنے بچاؤ کے طریقوں کو ذہن میں رکھنا پڑتا ہے۔ کبڈی کے لیے کسی ساز و سامان یا اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کبڈی کی ایک ٹیم سات کھیلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ درمیان میں ایک لائن کھینچی جاتی ہے۔ ایک طرف کا کھلاڑی لائن عبور کر کے دوسری طرف کی ٹیم کے کھلاڑیوں کے جتھے میں آ کر کسی ایک کھلاڑی کو یا ایک سے زیادہ کو چھو کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ اس طرح اس ٹیم کو ایک پوئنٹ دیا جاتا ہے۔ اگر مخالف ٹیم اس کھلاڑی کو چھو کر واپس جانے میں ناکام کر دے تو پوائنٹ مخالف ٹیم کے کھاتے میں جمع ہو جاتا ہے۔ آنے والے کھلاڑی کو کبڈی کبڈی کی مسلسل گردان کرنی ہوتی ہے اور اس میں سانس لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جہاں سانس ٹوٹتی ہے وہاں پوائنٹ نہیں ملتا۔



ہمارے ملک کا ایک مشہور کھیل ''گلی ڈنڈا'' ہے۔ اس میں ایک گلی اور ایک ڈنڈا ہوتا ہے۔ کھلاڑی کو ایک چھوٹے سے لکڑی کے ٹکڑے کو ڈنڈے کی مدد سے زیادہ سے زیادہ دور پھینکنا ہوتا ہے۔ یہ گلی یعنی لکڑی کا چھوٹا ٹکڑا چار سے آٹھ انچ لمبا اور قطر میں ایک سے دو انچ تک موٹا ہوتا ہے۔ اس کے دونوں سروں کو تراش کر مخروطی شکل دیجاتی ہے۔ اس مخروطی ساخت کی لکڑی یعنی گلی کے کنارے پر جب ڈنڈا مارا جاتا ہے تو یہ گلی ہوا میں اچھلتی ہے۔ پھر اسی ڈنڈے سے اسے دوبارہ مارا جاتا ہے اور یہ دور جا کر گرتی ہے۔ اس کے بعد ڈنڈے کو زمین پر رکھ دیا جاتا ہے اور مخالف ٹیم کا کھلاڑی وہاں سے گلی کو اٹھا کر دور سے ہی واپس ڈنڈے کی طرف مارتا ہے۔ اگر گلی ڈنڈے کو لگ جائے تو پوئنٹ نہیں ملتا ورنہ کھیلنے والے کے کھاتے میں ایک پوائنٹ لکھ دیا جاتا ہے۔

رشاکشی بھی ایک ایسا کھیل ہے جس میں بچے اور بڑے دونوں دل چسپی لیتے ہیں۔ یہ کھیل ایک کھلے میدان میں کھیلا جاتا ہے۔ اس میں ٹیمیں ہوتی ہیں جن میں شامل کھلاڑیوں کے وزن تقریباً برابر ہوتے ہیں۔ اس کھیل میں 30 یا 40 فٹ لمبی، موٹی اور مضبوط رسی کے بیچ میں تین الگ الگ رنگ کے نشان لگائے جاتے ہیں۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑی اپنی پوری طاقت سے ایک ساتھ رسی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ درمیانی نشان کو اپنی جانب کھینچ لینے والی ٹیم مقابلہ جیت جاتی ہے۔





کھیلوں کی دنیا کا ایک اور اہم کھیل کھوکھو ہے۔ کھوکھو بھی ہمارے ملک کا ایک مقبول کھیل ہے۔ آپ نے اسے اپنے اسکول میں ساتھیوں کے ساتھ یا گھر میں خاندان کے لوگوں کے ساتھ کھیلا ہوگا۔ اس میں بھی دو ٹیمیں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی ہیں۔ ہر ٹیم میں بارہ کھلاڑی ہوتے ہیں۔ ایک ٹیم کے نو کھلاڑی زمین پر کچھ اس طرح اکڑوں بیٹھ جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کے برابر میں بیٹھے کھلاڑی کا رُخ مخالف سمت ہوتا ہے۔ دوسری ٹیم کا ایک کھلاڑی دوڑتا ہوا آتا ہے اور بیٹھے ہوئے کھلاڑیوں کے گرد چکر لگاتا ہے۔ پھر بیٹھے ہوئے کھلاڑی کو اٹھ کر اس کے پیٹھ پر دھپّا مارنا ہوتا ہے اور اسے کھو کہتے ہیں جس کھلاڑی کو کھو ملتی ہے وہ فوراً مقابل کھلاڑی کے پیچھے دوڑ کر اسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ بیٹھے ہوئے کھلاڑی بیچ میں سے نکل کر نہیں بھاگ سکتے لیکن اپنے ساتھی کھلاڑی کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر اُسے کھو دے سکتے ہیں۔ یہ کھیل بڑا دل چسپ ہے اور اسے کم یا زیادہ کھلاڑیوں کے ساتھ بھی کھیلا جا سکتا ہے۔ 2025 میں پہلی بار ہمارے ملک میں ''کھوکھو عالمی کپ'' کا انعقاد ہوا جس میں خواتین اور مردوں دونوں ٹیموں نے پہلا مقام حاصل کیا۔

پتنگ بازی بھی ایک دل چسپ کھیل ہے۔ یہ دنیا کے کئی ملکوں میں کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل میں ایک دھاگے کی مدد سے آسمان میں پتنگ اڑائی جاتی ہے۔ اوپری سطح پر ہوا کے کم دباؤ اور نچلی سطح پر زیادہ دباؤ کی وجہ سے پتنگ اوپر اڑتی ہے۔ آسمان میں اڑتی ہوئی رنگ برنگی پتنگیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔ ایسی قندیل نما پتنگیں بھی اڑائی جاتی ہیں جن میں ایک چھوٹا سا دیا رکھ دیا جاتا ہے جو دور سے بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں بسنت پنچمی، مکر سنکرانتی اور یوم آزادی کے موقع پر پتنگ بازی کی جاتی ہے۔

بچوں کے کچھ کھیل ایسے ہوتے ہیں جنھیں کھیلنے کے لیے کھلی جگہ درکار ہوتی ہے۔ان کھیلوں میں پٹھو، پکڑم پکڑائی اور آنکھ مچولی وغیرہ شامل ہیں۔دوسری طرف کچھ کھیل چھوٹی سی جگہ پر بھی کھیلے جاسکتے ہیں جیسے ''بتّا کود'' اور ''لٹّو'' وغیرہ۔بتّا کود میں پانچ مستطیل خانے زمین پر بنائے جاتے ہیں جن میں تیسرے اور پانچویں خانہ درمیان میں لکیر کھینچ کر دو خانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ایک چھوٹا سا پتھر لے کر خانوں میں پھینکا جاتا ہے اور اس کو اٹھانے کے دوران اگر لائن پر پاؤں آ گیا تو باری ختم ہو جاتی ہے۔

لٹو کو بچے بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔لٹو لکڑی کا گول تراشا ہوا دو سے تین انچ کا ہوتا ہے۔لٹو کے اوپر کا حصہ چوڑا اور نیچے کا حصہ پتلا ہوتا چلا جاتا ہے اور اس پتلے حصے کے سرے میں لوہے کی کیل یا نوک دار چیز لگی ہوتی ہے جس پر لٹو گھومتا ہے۔اوپر سے نیچے تک لٹو کے درمیانی حصے میں انتہائی فنکارانہ انداز میں ڈور لپیٹنے کی جگہ تراشی گئی ہوتی ہے۔اس حصے پر ڈوری لپیٹ کر کھینچی جاتی ہے اور لٹو بڑی تیز رفتاری سے گھومتا ہے۔دو کھلاڑی اپنے اپنے لٹّو اس طرح گھماتے ہیں کہ ان کے گھمائے ہوئے لٹّو سے دوسرے کا گھومتا ہوا لٹو ٹکرا کر گر جائے۔



کھیل ہماری دل چسپی کا سامان ہوتے ہیں اور یہ ضروری بھی ہیں۔ کھیلوں سے بچوں میں محبت اور حوصلہ مندی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ کھیل ہر سطح پر کھیلے جاتے ہیں۔ کسی گاؤں سے لے کر بین الاقوامی سطح تک مقابلے ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کھیلے جانے والے بیشتر کھیلوں کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کے لیے حکومت ہند کی جانب سے ''کھیلو انڈیا'' اور ''فٹ انڈیا'' مہم جاری ہیں۔ ساتھ ہی خصوصی ضروریات کے حامل بچوں کے لیے بھی کھیل کے مواقع اور سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ پیر سائکلنگ، پیرا روئنگ، بلائنڈ جوڈو، پیرا نشانے بازی اور پیرا ٹیبل ٹینس وغیرہ کے لیے عالمی سطح پر پیرا المپکس کے نام سے کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔

2024 میں منعقد ہونے والے پیرا المپکس میں ہمارے ملک کے کھلاڑیوں نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 29 تمغے جیتے جو ہندوستانی کھلاڑیوں کی پیرا المپکس مقابلے میں اب تک کی سب سے بہترین کارکردگی ہے۔





1۔ لفظ و معنی:

لفظ		معنی
چاق و چوبند	:	ہوشیار۔تندرست
مقولہ	:	کہاوت۔ضرب المثال
خطہ	:	علاقہ۔حصہ
حساس	:	بہت زیادہ محسوس کرنے والا
تقویت	:	مضبوطی۔قوت
دفاع	:	حفاظت۔بچاؤ
زاویہ	:	گوشہ۔کونا
فروغ	:	روشنی۔چمک دمک
رسا کشی	:	کھینچا تانی
اتحاد	:	میل جول۔یکجہتی
قدیم	:	پرانا
ایجاد	:	وجود میں لانا۔نئی بات پیدا کرنا
سطح	:	کوٹھا۔چھت۔اوپر کا حصہ
بین الاقوامی	:	مختلف قوموں کے درمیان
محتاط	:	احتیاط کیا ہوا۔ہوشیار
عبور	:	پار کرنا۔مہارتھی۔خوب مہارت ہونا
تراش	:	کاٹ چھانٹ
قندیل	:	ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں
مخروط	:	تراشا ہوا۔چھیلا گیا
جدوجہد	:	کوشش
انعقاد	:	منعقد ہونا

2۔ غور کیجیے:

☆ کھیل کود، ورزش کا اہم ذریعہ ہے اور بچوں کو اس سے دلچسپی بھی بہت ہے۔ کھیل کود سے جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی سکون بھی ملتا ہے۔ صحت مند رہنے کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کھیل کود آپس میں یکجہتی کے جذبے کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارے ملک میں کھیلے جانے والے بیشتر کھیلوں کا مضبوط ڈھانچہ تیار کرنے کیلیے ''کھیلو انڈیا'' اور ''فٹ انڈیا'' کی مہم چلائی گئی ہے۔

☆ سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کھیل کود کے نت نئے سادھن کیے جا رہے ہیں۔ بچے، نوجوان، بوڑھے، بلاتفریق مرد و عورت ہندوستان میں کھیلے جانے والے تمام کھیلوں میں دلچسپی اور حصہ بھی لیتے ہیں۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) تندرستی ہزار نعمت ہے سے کیا مراد ہے؟

(ii) کھیل کس جذبے کو فروغ دیتے ہیں اور کیسے؟

(iii) کھیلوں سے کس طرح اتحاد، حوصلہ مندی اور آپسی تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے؟

(iv) وہ کون سا کھیل ہے جن میں بچوں کے ساتھ نوجوان بھی دل چسپی لیتے ہیں؟

(v) مہابھارت اور رامائن میں کن کھیلوں کا ذکر ہے؟

(vi) لوگوں نے اپنی صحت اور حفاظت کے لیے کن کھیلوں کو ایجاد کیا؟

(vii) کن کھیلوں سے کھلاڑیوں کے بازوؤں کو طاقت ملتی ہے؟

(viii) جنوبی ایشیا کا مقبول اور پسندیدہ کھیل کون سا ہے؟

(ix) کبڈی کی ایک ٹیم کتنے کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے؟

(x) 2025ء میں پہلی بار ہمارے ملک میں کن کھیلوں کے عالمی کپ کا انعقاد ہوا؟

(xi) ہمارے ملک میں کھیلوں کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کے لیے حکومت ہند کی جانب سے کیا اقدام کیا گیا ہے؟

(xii) عالمی سطح پر پیرالمپکس کے نام سے کن کن کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں؟

(xiii) وہ کون سا کھیل ہے جو دھاگوں کی مدد سے کھیلا جاتا ہے؟

(xiv) کبڈی کو بین الاقوامی کھیل کا درجہ کب دیا گیا؟

4۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

جسم۔علاقے۔خیالات۔کھیل۔تعلیمات۔جلسہ۔کتاب۔ایجادات۔تہوار۔وقت

مذکر					
مؤنث					

5۔ درج ذیل الفاظ کی ضد (الٹا) بتائیے:

(i) تندرست ____ (ii) مضبوط ____

(iii) اتحاد ____ (iv) حفاظت ____

(v) شروع ____ (vi) خاص ____

(vii) مقبول ____ (viii) مخالف ____

(ix) دل چسپ ____ (x) خوشی ____

6۔ خالی جگہوں کو صحیح لفظ سے پُر کیجیے:

(i) ورزش کرنے سے انسان.....رہتا ہے۔ (صحت/چست)

(ii) کھیل کود میں حصہ لینے سے جسمانی.....حاصل ہوتی ہے۔ (قوت/طاقت)

(iii) کھیل یکجہتی کے جذبے کو.....دیتے ہیں۔ (ترقی/فروغ)

(iv) گلی ڈنڈا پورے ہندوستان میں.....ہے۔ (معروف/مقبول)

(v) اچھی غذا کے ساتھ.....بھی ضروری ہے۔ (ورزش/صحت)

(vi) تیراکی ہمارے ملک کا ایک.....کھیل ہے۔ (قومی/مشہور)

(vii) .....کی ایک ٹیم سات کھلاڑیوں پر مستمل ہوتی ہے۔ (رسا کشی/کبڈی)

(viii) کھیلوں کی دنیا کا ایک اہم کھیل .....ہے۔ (گلی ڈنڈا/ کھوکھو)

(ix) .....بھیا یک دل چسپ کھیل ہے۔ (لٹو/پتنگ بازی)

(x) کھیل ہر.....پر کھیلے جاتے ہیں۔ (میدان/ سطح)

7۔ ذیل کے الفاظ کی املا درست کیجیے:

(i) ورجس:.....

(ii) تریقہ :.....

(iii) جرورت:.....

(iv) شوک :.....

(v) صہت :.....

(vi) حفاجت:.....

(vii) جمانہ :.....

(viii) مکبول:.....

(ix) ترف :.....

(x) وکت :.....

(xi) مہنت :.....

(xii) موقا :.....

(xiii) جریہ :.....

(xiv) مکابلہ :.....

(xv) جمین :.....

8۔ جس لفظ کے ذریعہ کسی اسم کی خوبی یا خرابی بیان کی جاتی ہو صفت کہلاتی ہے۔ اور جس اسم کی اچھائی یا برائی بیان کی جائے وہ موصوف کہلاتا ہے۔

درج ذیل جملے سے صفت و موصوف کو چن کر خانوں میں لکھیے:

جیسے:

لفظ	صفت	موصوف
نیا لباس	نیا	لباس
کالی ٹوپی		
گندہ کپڑا		
ذہین طلبا		
اچھا لڑکا		
نیک انسان		

9۔ اردو زبان میں فارسی کے ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جن کی دوہری جمع بھی ہے ان دوہری جمع والے الفاظ کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ درج ذیل لفظوں کے جمع الجمع الفاظ خالی خانوں میں درج کیجیے۔

واحد	جمع	جمع الجمع
جوہر	جواہر	جواہرات
رقم		
رکن		
عجیب		
اقرب		

10۔ عملی کام:

☆ آپ کے اسکول ''اسپورٹس ڈے'' میں جن جن کھیلوں کو شامل کیا ہے اس کی فہرست تیار کریں۔ اور آپ نے بھی جن جن کھیلوں میں حصہ لیا ہے اس کے بارے میں لکھیں۔

☆ آپ کے ساتھیوں میں جنہوں نے کھیل کود میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ان سے مل کر مذاکرہ کریں۔

☆ آپکے اسکول گراؤنڈ میں جو جو خامیاں ہیں اسے درست کروانے کے لیے اپنے ہیڈ ماسٹر کے نام ایک درخواست لکھ کر اسے کھیل ماسٹر کو پیش کریں۔

☆ موجودہ دور میں کرکٹ کی اتنی مقبولیت کیوں ہے؟ اس سلسلے میں دس جملے لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں۔

☆☆☆

کہانی دو بیلوں کی

منشی پریم چند

چگلا کے پاس دو بیل تھے۔ ایک کا نام تھا ہیرا اور دوسرے کا موتی۔ دیکھنے میں خوب صورت کام میں چوکس، ڈیل ڈول میں اونچے۔ بہت دنوں سے ایک ساتھ رہتے تھے۔ دونوں میں محبت ہو گئی تھی۔ جس وقت یہ دونوں بیل ہل یا بیل گاڑی میں جوتے جاتے اور گردنیں ہلا ہلا کر چلتے تو ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی کہ زیادہ بوجھ میری ہی گردن پر رہے۔ ایک ساتھ نند یا میں منہ ڈالتے۔ ایک ساتھ ہی بیٹھتے۔ ایک منہ ہٹا لیتا تو دوسرا بھی ہٹا لیتا۔

اتفاق کی بات، چگلا نے ایک بار دونوں بیل چند دنوں کے لیے اپنی سسرال بھیج دیے۔ بیلوں کو کیا معلوم وہ کیوں بھیجے جا رہے ہیں۔ سمجھے مالک نے ہمیں بیچ دیا۔ اگر ان بے زبانوں کی زبان ہوتی تو چگلا سے پوچھتے، ''تم نے ہم غریبوں کو کیوں نکال دیا؟ ہم نے کبھی دانے چارے کی شکایت نہیں کی۔ تم نے جو کچھ کھلایا سر جھکا کر کھا لیا، پھر تم نے ہمیں کیوں بیچ دیا''۔





شام کے وقت دونوں بیل گیا کے گاؤں جا پہنچے۔ دن بھر کے بھوکے تھے، دونوں کا دل بھاری ہو رہا تھا جسے انھوں نے اپنا گھر سمجھا تھا وہ ان سے چھوٹ گیا تھا۔ جب گاؤں میں سونا پڑ گیا تو دونوں نے زور مار کر پگھے تڑا لیے اور گھر کی طرف چلے۔ چگلا نے صبح اٹھ کر دیکھا تو دونوں بیل چرنی میں کھڑے تھے۔ گھٹنوں تک پاؤں کیچڑ میں بھرے ہوئے تھے اور دونوں کی آنکھوں میں محبت کی ناراضگی جھلک رہی تھی۔ چگلا ان کو دیکھ کر محبت سے باولا ہو گیا اور دوڑ کر ان کے گلے سے لپٹ گیا۔ گھر اور گاؤں کے لڑکے جمع ہو گئے اور تالیاں بجا بجا کر ان کا خیر مقدم کرنے لگے۔ کوئی اپنے گھر سے روٹیاں لایا، کوئی گڑ اور کوئی بھوسی۔

چگلا کی بیوی نے بیلوں کو دروازے پر دیکھا تو جل اُٹھی، بولی: ''کیسے نمک حرام بیل ہیں۔ ایک دن بھی وہاں کام نہ کیا بھاگ کھڑے ہوئے''۔

چگلا اپنے بیلوں پر یہ الزام برداشت نہ کر سکا بولا، ''نمک حرام کیوں ہیں؟ چارہ نہ دیا ہوگا، تو کیا کرتے''۔



عورت نے تنک کر کہا، ''بس تم بیلوں کو کھلانا جانتے ہو، اور تو سبھی پانی پلا پلا کر رکھتے ہیں''۔

دوسرے دن چگلا کا سالا جس کا نام ''گیا'' تھا جھوری کے گھر آیا اور بیلوں کو دوبارہ لے گیا۔ اب کے بار اس نے گاڑی میں جوتا۔ شام کو گھر پہنچ کر گیا نے دونوں کو موٹی رسیوں سے باندھا اور پھر وہی خشک بھوسا ڈال دیا۔

ہیرا اور موتی اس برتاؤ کے عادی نہ تھے۔ چگلا اُنھیں پھول کی چھڑی سے بھی نہ مارتا تھا۔ یہاں مار پڑی، اس پر خشک بھوسا، نند یا کی طرف آنکھ بھی نہ اُٹھائی۔ دوسرے دن گیا نے بیلوں کو ہل میں جوتا، مگر انھوں نے پاؤں نہ اٹھایا۔ ایک مرتبہ جب اس ظالم نے ہیرا کی ناک پر ڈنڈا جمایا تو موتی غصّے کے مارے آپے سے باہر ہو گیا۔

ہل لے کر بھاگا۔ گلے میں بڑی بڑی رسّیاں نہ ہوتیں تو وہ دونوں نکل گئے ہوتے۔ موتی تو بس اینٹھ کر رہ گیا۔ گیا آ پہنچا اور دونوں کو پکڑ کر لے چلا۔

آج دونوں کے سامنے پھر وہی خشک بھوسا لایا گیا۔ دونوں چپ چاپ کھڑے رہے۔

اس وقت ایک چھوٹی سی لڑکی دو روٹیاں لیے نکلی اور دونوں کے منھ میں ایک ایک روٹی دے کر چلی گئی۔ لڑکی گیا کی تھی۔ اس کی ماں مر چکی تھی۔ سوتیلی ماں اسے مارتی رہتی تھی۔ ان بیلوں سے اُسے ہمدردی ہو گئی۔ دونوں دن بھر جوتے جاتے۔ اُلٹے ڈنڈے کھاتے، شام کو تھان پر باندھ دیے جاتے اور رات کو وہی لڑکی اُنھیں ایک ایک روٹی دے جاتی۔



ایک بار رات کو جب لڑکی روٹی دے کر چلی گئی دونوں رسّیاں چبانے لگے لیکن موٹی رسی منھ میں نہ آتی تھی۔ بے چارے زور لگا کر چباتے۔ اتنے میں گھر کا دروازہ کھلا اور وہی لڑکی نکلی۔ دونوں سر جھکا کر اس کا ہاتھ چاٹنے لگے۔ اس نے ان کی پیشانی سہلائی اور بولی ''کھول دیتی ہوں، بھاگ جاؤ، نہیں تو یہ لوگ تمھیں مار ڈالیں گے۔ آج گھر میں مشورہ ہو رہا ہے کہ تمہاری ناک میں ناتھ ڈال دی جائے''۔ اس نے رسّے کھول دیے اور پھر خود ہی چلائی ''اوداوا! اوداوا! دونوں پھوپھا والے بیل بھاگے جا رہے ہیں۔ دوڑو دوڑو!''

گیا گھبرا کر باہر نکلا، اس نے بیلوں کا پیچھا کیا وہ اور بھی تیز ہو گئے۔ گیا نے جب ان کو ہاتھ سے نکلتے دیکھا تو گاؤں کے کچھ اور آدمیوں کو ساتھ لینے کے لیے لوٹا۔ پھر کیا تھا دونوں بیلوں کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔

سیدھے دوڑے چلے گئے۔ راستے کا خیال بھی نہ رہا بہت دور نکل گئے، جب دونوں ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ دونوں بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کھیت میں مٹر کھڑی تھی چرنے لگے۔ جب پیٹ بھر گیا تو دونوں اچھلنے کودنے لگے۔ دیکھتے کیا ہیں ایک موٹا تازہ سانڈ جھومتا چلا آ رہا ہے۔ دونوں دوست جان ہتھیلیوں پر لے کر آگے بڑھے۔ جوں ہی ہیرا جھپٹا، موتی نے پیچھے سے ہلّہ بول دیا۔ سانڈ اس کی طرف مڑا تو ہیرا نے دھکیلنا شروع کر دیا۔ سانڈ غصے سے پیچھے مڑا تو ہیرا نے دوسرے پہلو میں سینگ رکھ دیے۔ بے چارہ زخمی ہو کر بھاگا۔ دونوں نے دور تک تعاقب کیا۔ جب سانڈ بے دم ہو کر گر پڑا، تب جا کر دونوں نے اس کا پیچھا چھوڑا۔

دونوں بیل فتح کے نشے میں جھومتے چلے جا رہے تھے۔ پھر مٹر کے کھیت میں گھس گئے۔ ابھی دو چار منھ مارے تھے کہ دو آدمی لاٹھی لے کر آ گئے اور دونوں بیلوں کو گھیر لیا۔ دوسرے دن دونوں دوست کانجی ہاؤس میں بند تھے۔

ان کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ کھانے کو تنکا بھی نہ ملا۔ وہاں کئی بھینسیں تھیں، کئی بکریاں، گھوڑے اور گدھے تھے مگر چارہ کسی کے سامنے نہ تھا۔ سب زمین پر مردے کی طرح پڑے تھے۔ رات کو جب کھانا نہ ملا تو ہیرا بولا ''مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ جان نکل رہی ہے''۔ موتی نے کہا ''تم اتنی جلدی ہمت نہ

ہارو، بھائی یہاں سے بھاگنے کا کوئی طریقہ سوچو‘‘۔ باڑے کی دیوار کچی تھی۔ ہیرا نے اپنے نکیلے سینگ دیوار میں گاڑ کر سوراخ کیا اور پھر دوڑ دوڑ کر دیوار سے ٹکریں ماریں۔ ٹکروں کی آواز سن کر کانجی ہاؤس کا چوکیدار لالٹین لے کر نکلا۔ اس نے جو یہ رنگ دیکھا تو دونوں کو کئی ڈنڈے رسید کیے اور موٹی رسی سے باندھ دیا۔ ہیرا اور موتی نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ پھر اسی طرح دیوار میں سینگ لگا کر زور کرنے لگے۔ آخر دیوار کا کچھ حصہ گر گیا۔ دیوار کا گرنا تھا کہ جانور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ گھوڑے، بھیڑ، بکریاں، بھینسیں سب بھاگ نکلے۔ ہیرا، موتی رہ گئے۔ صبح ہوتے ہوتے منشیوں، چوکیداروں اور دوسرے ملازمین میں کھلبلی مچ گئی۔ اُس کے بعد ان کی خوب مرمت ہوئی۔ اب اور موٹی رسی سے باندھ دیا گیا۔



ایک ہفتے تک دونوں بیل بندھے پڑے رہے۔ خدا جانے کانجی ہاؤس کے آدمی کتنے بے درد تھے، کسی نے بے چاروں کو ایک تنکا بھی نہ دیا۔ ایک مرتبہ پانی دکھا دیتے تھے۔ یہ ان کی خوراک تھی۔ دونوں کمزور ہو گئے۔ ہڈیاں نکل آئیں۔

ایک دن باڑے کے سامنے ڈگڈگی بجنے لگی اور دوپہر ہوتے ہوتے چالیس پچاس آدمی جمع ہو گیے۔ تب دونوں بیل نکالے گئے۔ لوگ آ کر ان کی صورت دیکھتے اور چلے جاتے۔ ان کمزور بیلوں کو کون خریدتا! اتنے میں ایک آدمی آیا، جس کی آنکھیں سرخ تھیں، وہ منشی جی سے باتیں کرنے لگا۔ اس کی شکل دیکھ کر دونوں بیل کانپ اٹھے۔ نیلام ہو جانے کے بعد دونوں بیل اُس آدمی کے ساتھ چلے۔

اچانک انھیں معلوم ہوا کہ یہ راستہ دیکھا ہوا ہے۔ ہاں! ادھر ہی سے تو گیا ان کو اپنے گاؤں لے گیا تھا، وہی کھیت وہی باغ وہی گاؤں، اب ان کی رفتار تیز ہونے لگی۔ ساری تکان، ساری کمزوری رفع ہو گئی۔ ارے یہ تو اپنا کھیت آ گیا۔ یہ اپنا کنواں ہے، جہاں ہر روز پانی پیا کرتے تھے۔

دونوں مست ہو کر کلیلیں کرتے ہوئے گھر کی طرف دوڑے اور اپنے تھان پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی بھی پیچھے پیچھے دوڑ آیا۔ چگلا دروازے پر بیٹھا دھوپ کھا رہا تھا، بیلوں کو دیکھتے ہی دوڑا اور انھیں پیار کرنے لگا۔ بیلوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اس آدمی نے آ کر بیلوں کی رسیاں پکڑ لیں۔ چگلا نے کہا کہ ''یہ بیل میرے ہیں۔'' ''تمہارے کیسے ہیں۔ میں نے انھیں نیلام میں لیا ہے۔'' وہ آدمی زبردستی بیلوں کو لے جانے کے لیے آگے بڑھا۔ اسی وقت موتی نے سینگ چلایا، وہ آدمی پیچھے ہٹا۔ موتی نے تعاقب کیا اور اسے کھدیڑتا ہوا گاؤں کے باہر تک لے گیا۔ گاؤں والے یہ تماشا دیکھتے تھے اور ہنستے تھے۔ جب وہ آدمی ہار کر چلا گیا تو موتی اکڑتا ہوا لوٹ آیا۔

ذرا سی دیر میں نند یا میں کھلی، بھوسا، چوکر، دانا سب بھر دیا گیا۔ دونوں بیل کھانے لگے۔
چگلا کھڑا ان کی طرف دیکھتا رہا اور خوش ہوتا رہا۔ بیسیوں لڑکے تماشا دیکھ رہے تھے۔ سارا گاؤں مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔
اُسی وقت مالکن نے آ کر اپنے دونوں بیلوں کے ماتھے چوم لیے۔



1۔ لفظ و معنی

لفظ		معنی
تھان	:	بیل باندھنے کی جگہ
باڑا	:	جانوروں کے باندھنے کی جگہ
چرنی	:	وہ جگہ جہاں مویشی کھڑے ہو کر چارا کھاتے ہیں
تنک کر	:	چڑھ کر
تعاقب	:	پیچھا کرنا۔گھات لگانا۔
کانجی ہاؤس	:	وہ سرکاری جگہ جہاں لاوارث جانور رکھے جاتے ہیں
رفع کرنا	:	دور کرنا
کلیلیں	:	اچھل کود کرنا
پگھے	:	پگھا، رسی، باندھنی
شکایت	:	گلہ۔شکوہ
اتفاق	:	مواقفت، اتحاد، ناکہاں
خیر مقدم	:	استقبال
خشک	:	سوکھا
فتح	:	جیت۔کامیابی
مرمت	:	اصلاح۔سزا۔گوشمالی۔مار پیٹ
نندیا	:	کونڈ۔جانوروں کے کھانے پینے کا برتن

2۔ غور کیجیے:

☆ منشی پریم چند کی شخصیت سے شاید ہی کوئی اہل زبان ناواقف ہو۔ وہ ایک مشہور مضمون نگار و قلم کار ہیں۔ اردو ادب میں ان کا نام بڑے ہی ادب کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان کے مشہور ناولوں میں گئودان، عبرت، پریم پچیسی اور چوگان ہستی وغیرہ ہیں۔ اردو ادب میں وہ ایک دیو قامت شخصیت کے مالک تھے۔ گئودان جس میں ہندوستان کے کسانوں کی تکلیف دہ زندگی کو بتایا ہے تو دو بیلوں کی کہانی میں بیلوں کے درمیان پیار، وفاداری اور آزادی کو بڑے ہی خوب صورت انداز میں بتایا ہے۔

☆ دو بیلوں کے ذریعے منشی پریم چند نے اس کہانی میں محبت، اخوت، بھائی چارگی و اتحاد کا ایسا سبق دیا ہے جو ایک حساس طبیعت کا انسان ہی سمجھ سکتا ہے۔ اور یہی انسانیت کی پہچان بھی ہے۔

3۔ سوچیے اور بتائیے:

(i) دونوں بیل بھاگ کر گھر واپس کیوں آ گئے؟

(ii) بیلوں کی ساری تکان، کمزوری اور مایوسی کب اور کیوں دور ہوگئی؟

(iii) ہل اور گاڑی میں جوتے جانے کے بعد بیلوں کی کیا کوشش تھی؟

(iv) کانجی ہاؤس میں جانوروں کی کیا حالت تھی؟

(v) مٹر کے کھیت میں کون گھسے؟ اور انہوں نے وہاں کتنی بار منہ مارا؟

(vi) چگلا کے دونوں بیلوں کے نام کیا تھے؟

(vii) دونوں بیلوں نے دور تک کس کا تعاقب کیا؟

(viii) صبح ہوتے ہی کن لوگوں کے درمیان کھلبلی مچ گئی؟

(ix) چگلا کس کو دیکھتا رہا اور خوش ہوتا رہا؟

(x) مالکن نے کس کے ماتھے چوم لئے ؟

4۔ نیچے دیے گئے جانوروں اوران کے کاموں کے جوڑ ملائیے:

گائے	سواری
کتا	دودھ
بیل	اون
گھوڑا	رکھوالی
خچر	کھیت جوتنا
بھیڑ	بوجھ اٹھانا

5۔ نیچے دیے گئے محاوروں کے معنی لکھیے پھر اسے جملوں میں استعمال کیجیے:

محاورے	معنی	جملے
(i) دل بھاری ہونا		:.....
(ii) جان میں جان آنا		:.....
(iii) جل اٹھنا		:.....
(iv) پھول کی چھڑی سے نہ مارنا		:.....
(v) رفع کرنا		:.....
(vi) ہلہ بولنا		:.....
(vii) خیر مقدم کرنا		:.....
(viii) نمک حرام ہونا		:.....
(ix) چپ رہ جانا		:.....
(x) پیچھے ہولینا		:.....

6۔ درج ذیل میں جملوں کو ایک لفظ میں لکھیے:

مثال: جس میں کوئی احساس نہ ہو : بے حس

(i) بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا : .....

(ii) خفیہ باتوں کا پتہ لگانے والا : .....

(iii) وطن سے نکلا ہوا : .....

(iv) جہاں چار رستے ملتے ہیں : .....

(v) جس سے جان پہچان نہ ہو : .....

7۔ نیچے دیے گیے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے کھیت جوتنے سے لے کر روٹی پکانے کے عمل کو اپنی زبان میں لکھیے۔

(i) گیہوں کی صفائی (ii) گیہوں پیسنا (iii) روٹی پکانا

(iv) آٹا گوندھنا (v) ہل چلانا (vi) بیج بونا

(vii) کھیتوں کی سینچائی (viii) فصل کاٹنا

8۔ درج ذیل الفاظ میں جو واحد ہو اس کی جمع لکھیں اور جو جمع ہو اس کا واحد لکھیں:

(i) غریب		(ii) جوتے	
(iii) ہیرے		(iv) دانہ	
(v) ملازمین		(vi) بیل	
(vii) چوکیداروں		(viii) رسیاں	
(ix) حال		(x) راستہ	

9۔ نیچے دیے گئے الفاظ کی ضد (الٹا) لکھیے:

(i) محبت		(ii) اتفاق	
(iii) خشک		(iv) فتح	
(v) موٹا		(vi) شام	
(vii) الزام		(viii) ظالم	
(ix) اختلاف		(x) رات	

10۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

محبت۔ صورت۔ بیل۔ اتفاق۔ زبان۔ شکایت۔ شام۔ خوراک۔ چرنی۔ ناند

مذکر					
مؤنث					

11۔ املا درست کیجیے:

(i) فتاح		(ii) رخوالی	
(iii) نمک ہرام		(iv) اتفاک	
(v) سورت		(vi) مہبت	
(vii) جرورت		(viii) نطھ	
(ix) حل چلانا		(x) جباں	

12۔ عملی کام:

☆ منشی پریم چند کے اس کہانی سے آپ نے کیا سیکھا اور اس سے کیا سبق حاصل کیا دس جملوں میں اپنی اردو کاپی میں لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں۔

☆ وہ کون کون سے جانور ہیں جن سے ہل جوتے جا سکتے ہیں، اس کی ایک فہرست تیار کریں۔ اس کی مناسبت سے ایک تصویر اپنی کاپی میں چسپا کریں۔

☆☆☆

ایسی زمیں کہاں ہے!!

حامد اللہ افسرؔ



یہ آسماں بنایا
سارا جہاں بنایا
ہندوستان بنایا
یا گلستاں بنایا
کیا شکر ہو الٰہی! سب کچھ عطا کیا ہے
میرے وطن کو تونے جنت بنا دیا



کانوں کو بھر دیا ہے
مٹی کو زر دیا ہے
اکسیر کر دیا ہے
کیا پیارا گھر دیا ہے
کیا شکر ہو الٰہی! سب کچھ عطا کیا ہے
میرے وطن کو تونے جنت بنا دیا



برسات آرہی ہے
جھولے جھلا رہی ہے
کلیاں کھلا رہی ہے
دل کو لبھا رہی ہے



پربت جو اک یہاں ہے
ہم دوشِ آسماں ہے
کیسا عجب سماں ہے
ایسی زمیں کہاں ہے
کیا شکر ہو الٰہی! سب کچھ عطا کیا ہے
میرے وطن کو تو نے جنت بنا دیا



یہ پھونس کی کُٹی ہے
افسر کی جھونپڑی ہے
کس درجہ سادگی ہے
راحت کی زندگی ہے
کیا شکر ہو الٰہی! سب کچھ عطا کیا ہے
میرے وطن کو تو نے جنت بنا دیا



1۔الفاظ ومعنی

الفاظ		معنی
جہاں	:	دنیا۔عالم
گلستاں	:	باغ۔چمن
کان	:	کھدان۔وہ جگہ جہاں سے کھود کر دھات یا جواہرات وغیرہ نکالتے ہیں
زر	:	سونا چاندی۔دھن دولت۔روپیہ پیسہ
اکسیر	:	مفید۔فائدہ پہنچانے والی چیز۔بے حد۔موثر۔دوا
ہم دوش	:	برابر کا۔برابر کی ٹکر کا
راحت	:	آرام
سماں	:	منظر۔فضا
پھونس	:	گھاس
کُٹی	:	چھوٹا گھر۔جھونپڑی
سادگی	:	بھولا پن۔سیدھا پن۔صفائی
وطن	:	جہاں پیدا ہوئے
عطا	:	دینا۔بخشش
پربت	:	اونچا پہاڑ
جنت	:	باغ

2۔ غور کیجیے:

☆ اس نظم میں شاعر نے اپنے وطن عزیز کے فطری حسن، سادگی رب کی عطا کردہ نعمتوں کی تعریف بیان کی ہے ہے۔مثلاً نیلا آسمان اونچے اونچے پہاڑ، سر سبز شاداب زمین اور وطن سیدھی سادی جھونپڑی اور پرسکون زندگیاں یہ اللہ کی عطائیں ہیں جو جنت کی نعمت سے کم نہیں ہیں۔

☆ میرا وطن رب کی دی ہوئی جنت ہے جہاں خوشحالی کا راج ہے اس پر شاعر خدا کا شکر ادا کر رہا ہے۔

3۔ مندرجہ ذیل کے سوالات کو غور سے پڑھیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیجیے:

(i) شاعر اس نظم میں کس سے مخاطب ہے؟

(ii) کانوں سے ہمیں کیا ملتا ہے؟

(iii) برسات کا موسم شاعر کو کیوں پسند ہے؟

(iv) نظم میں شاعر کس پربت کی طرف اشارہ کیا ہے؟

(v) شاعر کو اپنی جھونپڑی کیوں پسند ہے؟

(vi) جس نظم میں خدا کی تعریف کی جائے اسے کیا کہتے ہیں؟

(vii) پربت کس کے ساتھ ہمدوش ہے؟

(viii) اکسیر کسے کہتے ہیں؟

(ix) شاعر اس نظم میں اللہ کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کیا ہے؟

4۔ قوسین میں دیے ہوئے لفظوں میں سے مناسب لفظ کو چن کر خالی جگہوں کو پر کیجیے:

(i) یہ آسماں بنایا ، سارا..... بنایا۔ (جہاں/دنیا)

(ii) میرے وطن کو تو نے .....بنا دیا ہے۔ (جنت/بہشت)

(iii) کانوں کو بھر دیا ہے، مٹی کو.....دیا ہے۔ (زر/سونا)

(iv) برسات آ رہی ہے،.....جھلا رہی ہے۔ (جھولے/تخت)

(v) کیسا عجب سماں ہے، ایسی زمیں.....ہے۔ (کدھر/کہاں)

5۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی املا درست کیجیے:

(i) وتن

(ii) عتا

(iii) جھاں

(iv) فونس

(v) راہت

6۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں سے واحد کو جمع کے ساتھ ملائیے:

الف	ب
کان	کلیاں
جھولا	زمینیں
درجہ	کانوں
کلی	جھولے
زمین	درجے

7۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے **اضداد** سے ملائیے

الفاظ	اضداد
زمین	بناوٹ
جنت	آسمان
سادگی	دوزخ
موت	غم
رنج	حیات

8۔ ذیل کے الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث لفظوں کو چن کر نیچے کے خانوں میں لکھیے:

وطن | جنت | آسمان | گلستان | مٹی | گھر | برسات | زمین | راحت | پربت

مذکر					
مؤنث					

9۔ مصرعوں کو مکمل کیجیے:

(i) یہ آسماں بنایا : .....

(ii) کانوں کو بھر دیا ہے : .....

(iii) برسات آ رہی ہے : .....

(iv) پربت جو اک یہاں ہے : .....

(v) یہ پھونس کی کُٹی ہے : .....

10۔ بلند آواز میں پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

ہندوستان	گلستاں	کیا شکر ہوا الٰہی	جھونپڑی	جھولے جھولا
.....	.....	.....	.....	.....
.....	.....	.....	.....	.....
.....	.....	.....	.....	.....
.....	.....	.....	.....	.....
.....	.....	.....	.....	.....

11۔ حرف جار حرف کی ایک قسم ہے جو دو الفاظ کو آپس میں جوڑ کر جملے کو معنی دار بناتی ہے۔

نظم ''ایسی زمین کہاں ہے'' کے جن مصرعوں میں حرف جار کا استعمال ہوا ہے ان میں سے پانچ الفاظ کو اپنی کاپی میں لکھیے۔

12۔ عملی کام:

☆ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

☆ دی گئی تصویر کو بغور دیکھیے اور بتائیے کہ شاعر نے کس بند میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

☆☆☆